عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۰ تا ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۲

ایک کلمۂ خیر خواہی

قادیانی حضرات کی خدمت میں

ختمِ نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت

دستور کی اسلامی دفعات اور سیاسی اسلام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.om

شوقیہ کتا پالنا

س:.....شوقیہ کتا پالنا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں وضاحت فرمادیں کہ:

۱:... کتے کے ساتھ کھیلنا، پیار کرنا، گود میں لینا، کیا یہ سب جائز ہے؟

۲:... کتے کے لعاب (تھوک) کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر کپڑوں کو یا بدن کو لگ جائے تو نماز ہو جائے گی؟

۳:... کتے کے جسم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر وہ گیلا ہوا اور اس سے مس ہو کر ہمارے کپڑے بھی گیلے ہو جائیں تو کیا کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

۴:... اگر اس کا جسم خشک ہو اور وہ ہمارے کپڑوں کو لگ جائے یا فرش، بستر، صوفہ وغیرہ پر وہ بیٹھے تو کیا حکم ہے؟

ج:.....شوقیہ کتا پالنا ناجائز ہے۔ البتہ گھر یا کھیت کی حفاظت یا پھر شکار کی غرض سے کتا پالنا کی ضرورت کی بنا پر اجازت ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

"عن علی ابن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتدخل الملائکۃ بیتاً فیہ صورۃ ولا کلب" والمراد منہ مایحرم اقتنائہ، وأما مالایحرم من کلب الصید والزرع والماشیۃ، فلا یمنع دخول الملائکۃ، وقال والاظھر انہ عام فی کل کلب وانھم یمنعون من الجمیع لاطلاق الحدیث ...الخ۔"

(بذل المجہود شرح ابی داؤد، ص:۶۸، ج:۵، باب فی الصور)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔"

اور دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من اتخذ کلباً الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط۔"

(ترمذی، ص:۲۷۴، ج:۱، ابواب الصید)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے گھر کی حفاظت کی غرض کے علاوہ یا شکار اور کھیت کے علاوہ کسی اور غرض سے کتا رکھا تو ہر روز اس کے اجر میں سے ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار اور حفاظتی اغراض کے علاوہ محض شوقیہ کتا پالنا جائز نہیں ہے اور ایسے گھر میں رحمت کے فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ جس گھر میں اللہ کی رحمت داخل نہ ہو وہاں نحوست اور بے برکتی ہی آئے گی۔ لہٰذا کتے کو گھر سے باہر ہی رکھا جائے۔ اس کو اپنے ساتھ چمٹانا، پیار کرنا، گود میں لینا یا اس کے ساتھ کھیلنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ نجس ہے اور اس سے نفرت کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ پیار کا۔

۲:... کتے کا لعاب ناپاک ہے، اگر بدن یا کپڑوں کو لگ جائے تو دھونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

۳:... اس کا بدن اگر گیلا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، جس جگہ کو بھی وہ مس کرے گا وہ ناپاک ہو جائے گی۔

۴:... اگر کتے کا بدن خشک ہو تو اس کے ساتھ مس ہونے سے چیزیں ناپاک تو نہ ہوں گی مگر اس سے گھن کرنی چاہئے اور یہ غیروں کا طریقہ ہے جنہیں پاکی، ناپاکی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مسلمان کو ہر حال میں پاک وصاف رہنے کا حکم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۰ تا ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۸ء شمارہ: ۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
دستور کی اسلامی دفعات اور "سیاسی اسلام"	۹	مولانا زاہد الراشدی
خاتم النبیین ﷺ (۳)	۱۱	پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی
کلمۂ خیرخواہی... قادیانی حضرات کی خدمت میں!	۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
معتمد و غیر معتمد تفاسیر (۲۴)	۱۸	مولانا محمد فضل یوسف زئی
رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام (۱۰)	۲۱	حافظ عبیداللہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

شعبان، رمضان اور عید کی فضیلت

حدیث قدسی ۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہو تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں سر شام سے آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور صبح صادق تک فرماتا رہتا ہے: کوئی بخشش مانگنے والا ہے تو اس کو بخش دوں، کوئی روزی طلب کرنے والا ہے تو اس کو رزق دے دوں، کوئی مصیبت زدہ عافیت طلب کرنے والا ہے تو اس کو عافیت دے دوں، کوئی ایسا ہے کوئی ایسا ہے۔ (ابن ماجہ)

نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں کی جانب متوجہ ہوتی ہے یا رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

حدیث قدسی ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندہ میرے لئے اپنی خواہشات اور اپنے کھانے کو ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو مواقع مسرت اور خوشی کے ہیں ایک خوشی تو روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے اور دوسری مسرت اپنے پروردگار سے ملاقات کرتے وقت ہوگی البتہ روزے دار کے منہ کی بُو خدا تعالیٰ کی نظر میں مشک کی بُو سے زیادہ بہتر ہے جب تم میں سے کوئی شخص روزے سے ہو تو کوئی فحش اور بیہودہ بات منہ سے نہ نکالے اگر کوئی دوسرا آدمی روزے دار کو گالی دے یا جھگڑا کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (بخاری، مسلم)

حدیث قدسی ۳: ابن آدم کے ہر عمل پر دس گنا ثواب دیا جاتا ہے اور ثواب کی زیادتی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بھی ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے روزہ اس حساب سے بالاتر ہے روزہ میرے ہی لئے ہے، میں ہی اس کا ثواب بھی دوں گا، روزہ دار میرے لئے کھانا چھوڑتا ہے، پینا چھوڑتا ہے، اپنی بیوی سے علیحدہ رہتا ہے اور ہر قسم کی خواہشات کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور اچھی ہے، روزہ دار کی دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی افطار کرتے وقت اور ایک جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ (ابن خزیمہ)

نماز جمعہ

س:...... خطبے پڑھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج:...... نماز سے پہلے امام صاحب منبر پر نمازیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھیں، ان کے سامنے کسی بھی صف سے موذن صاحب اذان کہے، جب اذان ہو چکے تو امام صاحب کھڑے ہو کر خطبہ پڑھیں اور پہلا خطبہ پڑھ کر منبر پر تھوڑی دیر بیٹھ جائیں جو کم از کم تین مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھنے کی مقدار ہو، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ پڑھیں جب دوسرا خطبہ ختم ہو جائے تو امام صاحب منبر سے اتر کر نماز پڑھانے کی جگہ (محراب) قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں اور نمازی بھی ان کے پیچھے قبلہ رخ کھڑے ہوتے ہوئے صفیں درست کر لیں، موذن صاحب تکبیر کہیں اور تمام نمازی امام صاحب کی اقتدا میں دو رکعات فرض ادا کریں، واضح رہے کہ ان دونوں رکعتوں میں امام صاحب قرأت بلند آواز سے کریں گے۔

س:...... جمعہ کی نماز میں کل کتنی رکعتیں ہیں؟

ج:...... جمعہ کی نماز میں کل چودہ رکعتیں ہیں جن کی ترتیب درج ذیل ہے:

۱:... چار رکعات سنت موکدہ (یہ خطبے سے بھی پہلے ادا کی جاتی ہیں، البتہ اگر خطبہ شروع ہونے کا وقت ہو جائے تو ان سنتوں کو موخر کر دیں اور بعد کی دو سنتوں کے بعد دو نفل سے پہلے ادا کریں نیز اس کی ادائیگی کی نیت میں مناسب یہ ہے کہ قبل الجمعہ (جمعہ سے پہلے) کے الفاظ بھی دہرائیں)۔

۲:... دو رکعات فرض (یہ صرف باجماعت ہی ادا کئے جا سکتے ہیں اور امام صاحب کے سلام کے لفظ کے کہنے سے پہلے تک اس جماعت کی نماز میں شامل ہوا جا سکتا ہے اور ایسا شخص امام صاحب کے سلام پھیر لینے کے بعد اپنی دو رکعات علیحدہ پڑھے گا اور ایسا شخص بھی جمعہ کی نماز پالینے والوں میں شمار ہوگا)۔

۳:... چار رکعات سنت موکدہ (نیت کرتے ہوئے بہتر یہ ہے کہ بعد الجمعہ (جمعہ کے بعد) کے الفاظ دہرا لئے جائیں)۔

۴:... دو رکعات سنت موکدہ (نیت کرتے ہوئے بہتر یہ ہے کہ بعد الجمعہ (جمعہ کے بعد) کے الفاظ دہرا لئے جائیں)۔

نوٹ: یہ تمام رکعتیں کھڑے ہو کر ادا کرنا ضروری ہیں بغیر عذر کے بیٹھ کر ادا کرنا درست نہیں۔

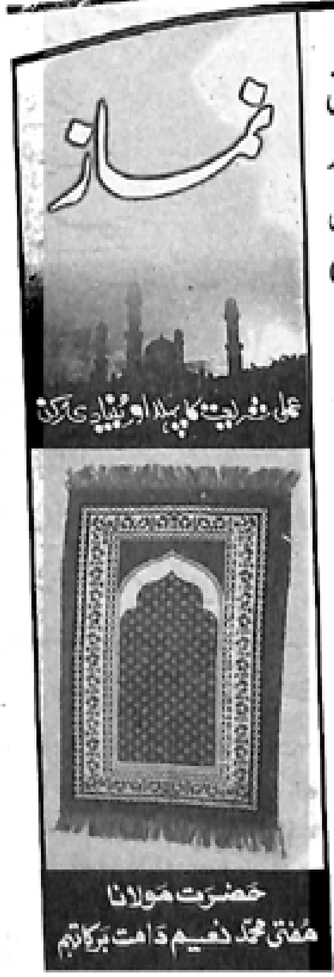

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۲/اکتوبر ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی میں انتخابی اصلاحات ۲۰۱۷ء کا بل پاس ہوا۔ اس میں ''حلف'' کے لفظ کو ''اقرار'' کے لفظ سے بدل دیا گیا۔ قومی اسمبلی میں جناب طارق اللہ صاحب ایم این اے کی نشاندہی پر جناب شیخ رشید احمد صاحب نے صدا بلند کی۔ اس خبر نے جنگل کی آگ کی طرح رات ہی رات پورے ملک میں اضطراب و ہیجان کی کیفیت پیدا کر دی۔ ۳/اکتوبر کی صبح کراچی سے خیبر تک اسلامیانِ وطن عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یک آواز ہوگئے۔ جو شخص جہاں تھا اس غلطی کی تلافی کے لئے متحرک ہوگیا۔ پورے ملک میں رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے مقدس مشن کی فضا قائم ہوگئی۔

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ان دنوں عمرہ کے سفر پر تھے۔ انہوں نے فون کر کے میاں نواز شریف صاحب کو واضح اور دوٹوک پیغام دیا۔ حکومتی وزراء جو جھوٹ کو پروان چڑھانے اور کچھ نہ ہونے کے ترانے گا رہے تھے، اب ان کے لب و لہجہ پر لرزہ طاری ہوا۔ ان کی گردنوں کے سریے ٹیڑھے ہونے شروع ہوئے۔ انہوں نے دبی دبی آواز میں اپنی غلطی کے اعتراف کے ساتھ ساتھ تلافی کے لولی پاپ دینے شروع کئے۔ ۳/اکتوبر کو ہی اسپیکر صاحب نے تمام پارلیمانی پارٹیوں کا اجلاس طلب کیا اور اس ترمیم کو واپس لینے کے لئے قومی اسمبلی میں ترمیمی بل لانے کا اعلان کیا۔ اگلے روز غالباً ۴/اکتوبر کو ترمیمی بل میں ترمیم کرنے کا بل لایا گیا۔

غرض پارلیمانی تاریخ میں یہ تاریخ ساز واقعہ بھی ریکارڈ پر آیا کہ ایک دن حکومت نے ایک ترمیمی بل منظور کیا، ایک دن چھوڑ کر اگلے روز اس ترمیمی بل میں ترمیم و تنسیخ کا بل پیش ہو کر منظور ہوا۔ لیکن اس پر بھی اسلامیانِ وطن کے خدشات ختم نہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ الیکشن اصلاحات کی دفعے کی شق ''بی'' اور ''سی'' پہلے سے حذف کر دی گئی تھیں، اب دوسری ترمیم سے بھی وہ بحال نہیں ہوئیں۔ ان کی بحالی کے لئے جدوجہد شروع ہوئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ۲۰/اکتوبر کو چناب نگر ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ ملک بھر کی تمام سیاسی جماعتوں کی پارلیمانی قیادت نے وعدہ کیا ہے کہ دفعے کی شق ''بی، سی'' متفقہ طور پر بحال کریں گے۔ قومی اسمبلی و سینٹ کے آئندہ اجلاسوں میں امید ہے کہ یہ دفعہ بھی بحال ہو جائے گی! اس کے لئے جمعیۃ علماء اسلام نے سینیٹ میں بھی ترمیم جمع کرا دی ہے۔

۲۲/اکتوبر ۲۰۱۷ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ تمام رفقاء کرام، علماء کرام و مبلغین حضرات کا چناب نگر میں مرکزی ناظم اعلیٰ کی زیر صدارت اجلاس ہوا، جس میں ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کے فوری انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ ملک بھر میں صبح و شام، دن رات کر کے ایک مربوط نظم کے تحت صدائے ختم نبوت بلند کی گئی۔

۱۱/نومبر کو مرکزی دفتر ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا، جس میں جامعۃ الرشید کراچی کے سربراہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کی تجویز زیر بحث آئی کہ ہمیں کورٹ میں چلے جانا چاہئے، تاکہ جب تک دفعے بحال نہیں ہوتی، سٹے (STAY) لے لیں تاکہ قادیانیوں کا کوئی ووٹ مسلمانوں میں نہ بن سکے۔ مجلس شوریٰ نے اس تجویز کی افادیت پر غور و فکر کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ کورٹ میں اس کیس کو لے جایا جائے، چنانچہ اسلام آباد ہائیکورٹ میں درخواست دائر کر دی گئی۔ ایک دن درخواست جمع ہوئی، اگلے روز اس کی ابتدائی سماعت ہوئی۔ اس پر چار صفحات کا عبوری فیصلہ صادر ہوا۔ ۱۴/نومبر کو

فیصلہ ہوا۔اگلے روز ۱۵؍نومبر کو ملک بھر کے اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں۔روزنامہ اوصاف کی خبر سرخیوں سمیت آپ بھی ملاحظہ کریں۔جو یہ ہے:

اسلام آباد ہائیکورٹ الیکشن ایکٹ میں ختم نبوت سے متعلق ترمیم معطل:

الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق ختم ۸قوانین بحال،وفاق کو نوٹس جاری،کمیٹی کی سربمہر رپورٹ طلب،چاہے آسمان گر جائے کوئی پروا نہیں:جسٹس شوکت صدیقی۔

نئے ایکٹ کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا،باقی شقوں پر حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا:مولانا اللہ وسایا کی درخواست کی سماعت کے دوران ریمارکس۔

اقدام کالعدم قرار دیا جائے،درخواست گزار کے وکیل کے دلائل،عدالت حکومت کو نئے بغیر بل کو معطل نہ کرے،ملک میں افراتفری مچ جائے گی:ڈپٹی اٹارنی جنرل کی استدعا۔

اسلام آباد (خصوصی نیوز رپورٹر) اسلام آباد ہائیکورٹ نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق ختم کیے گئے ۸قوانین بحال کر دیئے۔ نئے ایکٹ کی شق ۲۴۱ کو معطل کر کے وفاق کو نوٹس جاری کر دیا۔راجہ ظفرالحق کمیٹی کی سربمہر رپورٹ بھی طلب کر لی۔تفصیلات کے مطابق اسلام آباد ہائیکورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے تحریک ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا کی درخواست کی سماعت کی۔درخواست گزار کے وکیل حافظ عرفات ایڈووکیٹ نے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی شق ۲۴۱ کے تحت ملک میں رائج ۸انتخابی قوانین منسوخ کیے گئے ہیں،اس طرح سابقہ قوانین میں سے ختم نبوت سے متعلق شقیں بھی منسوخ ہوگئی ہیں۔یہ اقدام آئین پاکستان سے متصادم ہے،کیونکہ آئین پاکستان بنیادی انسانی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کسی کو بھی قانون سازی کی اجازت نہیں دیتا۔لہٰذا الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کو کالعدم قرار دیا جائے۔وفاق کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ حکومت انتخابی اصلاحات بل کے ذریعے آئندہ الیکشن کی طرف جارہی ہے،اس لئے عدالت وفاقی حکومت کو سنے بغیر انتخابی اصلاحات بل کو معطل نہ کرے۔کیونکہ اگر الیکشن ایکٹ کو معطل کیا گیا تو اس سے ملک میں افراتفری مچ جائے گی۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ چاہے آسمان بھی گر جائے،اس کی کوئی پرواہ نہیں۔فاضل عدالت نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت ختم کیے گئے ۸سابقہ انتخابی قوانین کو بحال کر دیا۔عدالت نے اپنے تحریری فیصلے میں واضح کیا کہ نئے ایکٹ کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت پورے کے پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا،اس لئے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق پرانی شقیں بحال کی جارہی ہیں۔الیکشن ایکٹ کی باقی شقوں پر اس حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔اسلام آباد ہائیکورٹ نے ختم نبوت کے جن ۸قوانین کو بحال کیا ہے ان میں الیکٹورل رولز ایکٹ ۱۹۷۴ء،حلقہ بندی ایکٹ ۱۹۷۴ء،سینیٹ الیکشن ایکٹ ۱۹۷۵ء،عوامی نمائندگی ایکٹ ۱۹۷۶ء،الیکشن کمیشن آرڈر ۲۰۰۲ء،پولیٹیکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ء،کنڈکٹ آف جنرل الیکشن آرڈر ۲۰۰۲ء،پولیٹیکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ اور انتخابی نشانات الاٹ کرنے کا آرڈر ۲۰۰۲ شامل ہیں۔الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ کی باقی شقوں پر حکم نامہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ (روزنامہ اوصاف لاہور،۱۵؍نومبر ۲۰۱۷ء)

اسی دوران معلوم ہوا کہ ۱۵؍نومبر کو اسپیکر قومی اسمبلی نے پارلیمانی لیڈران کا اجلاس طلب کیا۔قومی اسمبلی کا اجلاس جو ۱۶؍نومبر سے شروع ہو رہا تھا اس میں زیر بحث لانے والے معاملات پر غور وفکر کرنا تھا۔یاد رہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور فقیر راقم پر مشتمل ایک دورکنی کمیٹی قائم کی تھی جس نے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے مل کر دفعہ نمبر ۷ کی شقوں کی بحالی کو فوری یقینی بنانے کی درخواست کرنا تھی۔۱۵؍نومبر کے

پارلیمانی پارٹیوں کے اجلاس کی خبر پڑھتے ہی مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے حضرت مولانا فضل الرحمن سے رابطہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ کی طرف سے پارلیمانی پارٹیوں کے اجلاسوں میں ہماری نمائندگی جناب خان محمد اکرم خان درانی کریں گے۔ آپ ان سے بات کریں وہ ساتھ بیٹھے ہیں۔ یہ لیں بات کریں! محترم درانی صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ ۱۵ رنومبر کے اجلاس کے ایجنڈے پر یہ مسئلہ موجود ہے۔ بل حکومت نے اور جمعیۃ نے بھی اپنے اپنے تیار کئے ہیں۔ ہم اپنے بل سے حکومتی بل کا موازنہ کریں گے اور پھر اطمینان کے بعد حکومتی سرکاری بل پاس ہوگا۔ پارلیمانی لیڈروں کا اجلاس ہوا۔ اگلے روز ۱۶ رنومبر ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی میں فیصلہ کے مطابق انتخابی ترمیمی بل پیش ہوا جو متفقہ طور پر منظور ہوا۔ اگلے روز تمام قومی اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئیں۔ آپ بھی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں:

قومی اسمبلی حلقہ بندیوں، ختم نبوت حلف نامہ کی بحالی کا بل منظور:

ظفر الحق کمیٹی کی سفارشات ایوان میں پیش کی جائیں: شیخ رشید۔ ختم نبوت کے حوالے سے انگریزی اور اردو حلف نامے بل میں شامل۔ مردم شماری پر ہمارے تحفظات برقرار ہیں: فاروق ستار۔ مشترکہ مفادات کونسل اجلاس دوبارہ بلانے پر اتفاق۔

ے بی اور ے سی کو موثر بنانے کے نکات بل میں شامل، عقیدہ بندے اور اللہ کا معاملہ ہے: احسن اقبال۔ وزیر اعظم اور نثار بھی اجلاس میں موجود رہے۔ سینیٹ اجلاس آج طلب، بل کی منظوری لی جائے گی۔

اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی، اسٹاف رپورٹر، نوائے وقت رپورٹ) قومی اسمبلی نے الیکشن ایکٹ ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کی منظوری دے دی۔ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد نے قومی اسمبلی میں ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کا پیش کیا۔ ترمیم تجویز کی گئی کہ بل کے تحت ختم نبوت کے حوالے سے ے بی اور ے سی کی شقیں شامل کی جائیں۔ اب ے بی اور ے سی الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء حصہ بن گئی ہیں۔ یہ بل آج سینیٹ میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔ صدر نے اجلاس طلب کر لیا۔ ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کے اہم نکات کے تحت قادیانی، احمدی یا لاہوری گروپ کا آئین میں درج پہلے والا اسٹیٹس برقرار رہے گا جب کہ ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامہ اصل شکل میں بحال کر دیا گیا۔ بل میں ختم نبوت کے حوالے سے انگریزی اور اردو میں حلف نامے شامل کر دیئے گئے۔ وفاقی وزیر قانون کی ذاتی وضاحت پر ترمیمی بل کی منظوری کے دوران عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے شور شروع کر دیا۔ ہم نے وزیر قانون زاہد حامد سے کوئی وضاحت نہیں مانگی تو وہ کیوں دے رہے ہیں؟ جس پر اسپیکر نے ان کا مائیک بند کر دیا۔ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد نے کہا ہے کہ ۲۰۰۲ء کے عام انتخابات سے قبل نہ صرف نشستوں میں اضافہ کیا گیا بلکہ مشترکہ انتخاب کی بھی منظوری دی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ ختم نبوت کے حلف کے تحت ۱۰ روز میں حلف نامہ جمع کرانا لازمی تھا۔ تاہم میری تجویز تھی کہ ۱۰ دن کی شق کو ختم کر دیا جائے۔ اس شق کو اصل صورت میں بحال کرنے کی بات کی تھی۔ تمام جماعتیں اب اس بات پر متفق ہیں کہ اس شق کو اصل صورت میں بحال کر دیا جائے۔ جب کہ ے بی اور ے سی کے الفاظ وہی ہیں جو پہلے تھے۔ وفاقی وزیر قانون نے کہا کہ اب دونوں حلف نامے انتخابی ایکٹ میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ ے بی اور ے سی کا اصل مسودہ اب بھی قائم ہے۔ وفاقی وزیر قانون وانصاف نے کہا کہ میں عاشق رسول ہوں اور دو حج اور کئی عمرے کر چکا ہوں۔ ختم نبوت کے حوالے سے شقوں میں تبدیلی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ختم نبوت پر یقین رکھتا ہوں۔ میرے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا گیا اور الزامات لگائے گئے۔ مجھے اپنے حلقے کے لئے ایک ویڈیو بھی جاری کرنا پڑی۔ میں اور میری فیملی نبی پاک ﷺ کی حرمت کے لئے جانیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ زاہد حامد کے بیان پر احسن اقبال نے کہا کہ کسی بھی شخص کا ایمان اللہ اور اس کے بندے کا معاملہ ہوتا ہے، کیا ہم گلی گلی جا کر بتائیں کہ ہم مسلمان ہیں؟ وزیر داخلہ نے کہا کہ ریاست کے اندر کسی کا ایمان اور کسی کا اللہ کے رسول ﷺ سے تعلق

اس کا اور اس کے خدا کا معاملہ ہے۔ہم کسی کو صفائیاں دینے کے پابند نہیں۔ ہمارا ختم نبوت اور اللہ پر اتنا ہی ایمان ہے جتنا ۲۰ کروڑ عوام میں کسی اور کا ہے۔شیخ رشید نے کہا کہ بتایا جائے غلطی کس سے ہوئی۔ ناموس رسالت پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ راجہ ظفر الحق کمیٹی کی سفارشات ایوان میں رکھی جائیں۔ اس سے قبل پارلیمانی جماعتوں کے ایک اجلاس میں بل پر اتفاق کیا گیا، تاہم ایم کیو ایم کی جانب سے تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ایم کیو ایم پاکستان کے سربراہ فاروق ستار نے کراچی کے دس بلاکس میں دوبارہ مردم شماری کا مطالبہ کیا۔مسلم لیگ نواز کے رہنما اور وفاقی وزیر ریلوے سعد رفیق نے مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس دوبارہ بلانے کی تجویز دی، جس پر اتفاق کیا گیا۔قبل ازیں پارلیمانی رہنماؤں نے جمعرات کو اسلام آباد میں اپنے اجلاس میں انتخابی ترمیمی ایکٹ میں ختم نبوت سے متعلق آئی این فارم کی شق ۷ بی اور ۷ سی کو اپنی اصل شکل میں بحال کرنے پر اتفاق کیا۔قومی اسمبلی کے اسپیکر سردار ایاز صادق نے اجلاس کی صدارت کی۔ اسپیکر نے کہا کہ ایم کیو ایم کے سوا پارلیمانی رہنماؤں نے حلقوں کی حد بندی سے متعلق آئینی ترمیم پر اتفاق کیا۔ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ جمہوری نظام کے تسلسل کے لئے انتخابات مقررہ وقت پر ہونے چاہئیں۔ وزیر قانون زاہد حامد نے کہا کہ حلقہ بندیوں سے متعلق ایم کیو ایم کے تحفظات دور کرنے کے لئے یہ معاملہ مشترکہ مفادات کونسل کو دوبارہ بھیجا جائے۔ خیال رہے کہ مردم شماری کے نتائج سامنے آنے کے بعد سندھ کی سیاسی جماعتوں کی جانب سے خدشات سامنے آئے تھے۔ نئی حلقہ بندیاں ان ہی نتائج کے حساب سے بنائی جائیں گی۔ ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کے نکات کے مطابق احمدیوں کی حیثیت تبدیل نہیں ہوگی۔ انتخابات ایکٹ میں ۴۸ الف شامل کی گئی ہے۔ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والے کی حیثیت آئین میں پہلے سے درج والی ہوگی۔ ووٹر لسٹ میں درج کسی پر سوال اٹھے تو اسے ۱۵ دن کے اندر طلب کیا جائے گا۔ متعلقہ فرد اقرار نامے پر دستخط سے انکار کرے تو غیر مسلم تصور ہوگا۔ ایسے فرد کا نام ووٹر لسٹ سے ہٹا کر ضمنی فہرست میں بطور غیر مسلم لکھا جائے گا۔ بل میں ”ختم نبوت“ سے متعلق قانون کے آرٹیکل ۷ بی اور ۷ سی کو مزید موثر بنانے کے نکات شامل کئے گئے ہیں۔ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ ووٹر لسٹ میں شامل نہیں ہوں گے۔ زاہد حامد نے کہا: مجھ پر غلط الزامات لگائے گئے۔ بل میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر نوید قمر نے کہا ہے کہ اگر حکومت نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں نااہل شخص کو پارٹی کا عہدیدار بنانے کے خلاف سینیٹ میں منظور کئے گئے بل کی قومی اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی تو پیپلز پارٹی کے ارکان قومی اسمبلی سے استعفیٰ دے دیں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۷ر نومبر ۲۰۱۷ء)

کامیابی کی اس خبر کے پڑھنے کے بعد ایک بار پھر توجہ فرمائیں کہ:

۲۹ر اکتوبر کے روزنامہ جنگ کی خبر ہے کہ امریکی سینیٹ کے چھ ارکان نے پاکستان کے وزیر خارجہ سے مطالبہ کیا کہ پاکستان سے تحفظ ناموس رسالت کا قانون ختم کریں۔

۱۵ر نومبر کے روزنامہ اسلام میں خبر ہے کہ جنیوا میں بین الاقوامی ادارے (یو. آر. پی) کے اجلاس میں پاکستان سے ختم نبوت کے قانون کو ختم کرنے کا کہا گیا۔

اللہ رب العزت کی قدرت کو دیکھیں کہ اگلے روز ۱۶ر نومبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شریک ممبران قومی اسمبلی، اپوزیشن اور گورنمنٹ اور اس کے اتحادی تمام نے دوسری بار پھر قادیانیوں کے کفر کے متفقہ فیصلہ پر توثیقی وتائیدی مہر تصدیق ثبت کی جو حق تعالیٰ کی شان کبریائی کا مظہر ہے اور بس۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

دستور کی اسلامی دفعات اور "سیاسی اسلام"

شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ربع صدی سے بھی زیادہ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ گکھڑ میں حضرت والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی مسجد میں دینی جلسہ تھا، اس دور کے ایک معروف خطیب بیان فرما رہے تھے، موضوع گفتگو دارالعلوم دیوبند کی خدمات و امتیازات تھا۔ جوشِ خطابت میں انہوں نے یہ فرما دیا کہ دارالعلوم دیوبند نے شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے سپوت پیدا کیے۔ جلسہ کے بعد دسترخوان پر ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضرت! دارالعلوم دیوبند کا آغاز ۱۸۶۶ء میں ہوا تھا جبکہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اس سے تقریباً پینتیس سال قبل بالاکوٹ میں شہید ہوگئے تھے، آپ نے انہیں دارالعلوم دیوبند کے سپوتوں میں کیسے شامل کر لیا؟ فرمانے لگے کہ یہ بات میرے ذہن میں نہیں تھی آئندہ اس کا خیال رکھوں گا۔ بھلے آدمی تھے، انتقال کر گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات جنت میں بلند سے بلندتر فرمائیں، آمین یا رب العالمین۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء کی قربانیوں کے نتیجے میں دارالعلوم دیوبند د: میں آیا مگر شہدائے بالاکوٹ کو دارالعلوم دیوبند کے ثمرات میں شامل کرنے والی بات درست نہیں ہے۔

ہمارے ہاں تاریخ سے بے خبری کے باعث اس قسم کی باتیں عام طور پر ہو جاتی ہیں جو لاعلمی کی وجہ سے ہوں تو زیادہ سے زیادہ جہالت کا عنوان پاتی ہیں، لیکن اگر ایسی باتیں باخبر ہوتے ہوئے بھی جان بوجھ کر کی جائیں تو اس کے لئے بے خبری اور جہالت کی بجائے دجل اور جاہلیت کا عنوان زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ آج کل ایک بات تواتر کے ساتھ کی جا رہی ہے کہ پاکستان کے دستور میں اسلامی دفعات جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے شامل کی تھیں اور یہ ان کے دورِ آمریت کی یادگار ہیں۔ حالانکہ دستور کی بنیادی اسلامی دفعات ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء میں منتخب پارلیمنٹ نے طے کی تھیں مثلاً (۱) ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا (۲) سرکاری مذہب اسلام ہوگا (۳) پارلیمنٹ قرآن و سنت کی پابند ہوگی (۴) قرآن و سنت کے منافی قانون سازی نہیں کی جا سکے گی اور (۵) قادیانیوں کا شمار غیر مسلم اقلیتوں میں ہوگا۔ جبکہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم اس وقت فوج کی ہائی کمان کا حصہ بھی نہیں تھے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے مگر ہمارے ہاں چونکہ سیاست میں نکولو میکیاولی اور پروپیگنڈا اور لابنگ میں جوزف گوئبلز کے ذوق و اسلوب کی حکمرانی ہے اس لئے یہ سب کچھ کسی حجاب کے بغیر کہا اور دہرایا جا رہا ہے۔

اسی طرح ایک بات "سیاسی اسلام" کے عنوان سے بھی وضع کر لی گئی ہے کہ جنوبی ایشیا میں اس کا پرچم سب سے پہلے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بلند کیا تھا اس لئے یہ ان کی اختراع ہے۔ "سیاسی اسلام" کے تعارف کے لئے اس کے عناصر اربعہ کے طور پر جو باتیں آج کل بیان کی جا رہی ہیں، وہ یہ ہیں کہ:

۱:... مسلم معاشرے میں غیر مسلموں کی حکمرانی اور تسلط کو قبول نہ کیا جائے اور اس کی مزاحمت کی جائے۔

۲:... مسلم اکثریت کے علاقے میں اسلامی حکومت قائم کی جائے۔

۳:... مسلم ریاست میں قرآن و سنت کے احکام و قوانین کے نفاذ اور عملداری کا اہتمام کیا جائے۔

۴:... اور مذہبی قوانین و روایات کی بنیاد پر مسلم معاشرت اور تہذیب و ثقافت کو بیرونی اثرات سے محفوظ رکھا جائے۔

آج کی دنیا میں ان امور کو "سیاسی اسلام" سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور مغربی دانش و سیاست کا مسلسل یہ تقاضا ہے کہ ہم ان امور سے دست بردار ہو کر دین و مذہب کو عقیدہ و عبادات اور اخلاقیات کے دائرے میں ہی محدود سمجھ لیں۔ اس سلسلہ میں باقی تمام پہلوؤں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ اگر اس کا نام "سیاسی اسلام" ہے تو یہ مولانا مودودیؒ کی ایجاد نہیں ہے بلکہ اس کی جڑیں ہمارے بہت پہلے کے ماضی میں پیوست ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی دخل اندازی بڑھتے دیکھ کر جو تاریخی فتویٰ صادر کیا تھا اس کی بنیاد دو بڑے نکات پر تھی:

۱:... نصاریٰ کا تغلب ہو گیا ہے۔

۲:... اور اسلامی احکام و قوانین پر عملدرآمد تعطل کا شکار ہو گیا ہے۔

اس وقت رسمی طور پر مغل بادشاہ شاہ عالم ثانیؒ کی حکومت تھی اور ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ کے نام پر وہ اقدامات کر رہی تھی جن کی بنیاد پر ہندوستان کے ’’دارالحرب‘‘ ہونے کا یہ فتویٰ صادر کیا گیا تھا۔ پھر اسی فتوے کی بنیاد پر سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے مسلح بغاوت اور جہاد کے نتیجے میں جو حکومت قائم کی تھی وہ امیر المومنین کی سربراہی میں اسلامی حکومت تھی۔ کم و بیش اسی دور میں بنگال میں حاجی شریعت اللہؒ کی ’’فرائضی تحریک‘‘ کا ٹائٹل بھی غیر ملکی تسلط کے خلاف مزاحمت اور نفاذ شریعت تھا، جبکہ اس کے بعد برصغیر کے طول و عرض میں جو بیسیوں تحریکات اٹھیں وہ غیر ملکی تسلط سے نجات اور شرعی احکام و قوانین کے نفاذ کے عنوان سے آگے بڑھیں، حتیٰ کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے خلافت عثمانیہ، جرمنی، جاپان اور افغانستان کی حکومتوں کے تعاون سے جس انقلاب کی منصوبہ بندی کی تھی اس کا ٹائٹل ’’حکومتِ الٰہیہ‘‘ تھا جس کا دستور اساسی بھی شائع ہو چکا تھا اور اس کے مسلح لشکر کا عنوان ’’جنود ربانیہ‘‘ تھا۔

اس لئے اگر کسی دانشور کو یہ ’’سیاسی اسلام‘‘ قبول نہیں ہے اور حکومت و سیاست اور غلبہ و بالادستی کے عنوان سے انہیں الرجی ہوتی ہے تو وہ انقلاب فرانس کے بعد کی مسیحیت کی طرز پر اسلام کو جس لبادے میں چاہیں پیش کرتے رہیں مگر خدارا تاریخی حقائق کو مسخ نہ کریں اور تاریخ کی ترتیب تبدیل کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ جسے ’’سیاسی اسلام‘‘ کہہ کر پس منظر میں دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ ماضی قریب کی تاریخ میں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، سید احمد شہیدؒ، حاجی شریعت اللہؒ، تیتو میر شہیدؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، فقیر ایپیؒ، حاجی صاحب ترنگ زئیؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور پیر صاحب آف پگارا شہیدؒ کے پرچم تلے آگے بڑھتا رہا اور آج بھی انہی کے خوشہ چینوں نے اپنے ہاتھوں میں اس کا پرچم بحمداللہ تعالیٰ تھام رکھا ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اگر اس ’’سیاسی اسلام‘‘ کو اپنے اسلوب میں پیش کیا ہے تو ان کے اسلوب سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ مولانا مودودیؒ کی بہت سی باتوں سے جمہور علماء اہل سنت کو اختلاف ہے اور ہم اس اختلاف میں جمہور علماء اہل سنت کے ساتھ ہیں لیکن جہاں نفاذ اسلام کی جدوجہد میں مولانا مودودیؒ کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا وہاں ان سے اختلاف کی آڑ میں برصغیر کی دو سو سالہ تحریک آزادی کے نظریاتی اور دینی مقاصد کو نئی نسل کی نگاہوں سے اوجھل کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۳۰ر دسمبر ۲۰۱۷ء)

مولانا پیر محمد سعید سراجیؒ کا انتقال

صاحبزادہ مولانا محمد سعید سراجیؒ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے سابق سجادہ نشین مولانا محمد اسماعیل سراجیؒ کے فرزند ارجمند اور مجاز موجودہ سجادہ نشین پیر محمد نعمان سراجی مدظلہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ جامعہ قادریہ رحیم یار خان کے بانیاں مولانا قاضی خلیل احمد انگویؒ فاضل دیوبند سے موقوف علیہ تک کتب پڑھیں۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ، شیخ الحدیث علامہ محمد شریف کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ، مولانا عتیق الرحمنؒ، مولانا غلام مصطفیٰ ملتانیؒ سے کتب احادیث پڑھیں۔ چالیس سال تک جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں تدریس کی۔ جامعہ کے سابق مہتممین حضرت مولانا قاضی عبدالجلیلؒ، مولانا قاضی عزیز الرحمن کے دور میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ موخر الذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ راقم ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد تین ماہ تک فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے تربیت لینے کے بعد رحیم یار خان مبلغ کی حیثیت سے گیا۔ میرے ایک عزیز بھی پڑھنے کے لئے میرے ساتھ گئے تو اس عزیز کو جامعہ قادریہ میں داخل کر دیا۔ اس عزیز کے متوجہ کرنے پر امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید مولانا قاری عظیم بخش مدظلہ سے نورانی قاعدہ اور آخری پارہ کی تصحیح کی۔ پیر صاحب موصوف جامعہ میں استاذ تھے۔ آتے جاتے ملاقات ہو جاتی، بہت محبت فرماتے، کوئی اہم مسئلہ ہوتا تو راہنمائی بھی فرماتے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں تین ماہ تک پاکستان قومی اتحاد کا اسٹیج سیکریٹری بھی رہا، اس میں بھی پیر صاحب کی سرپرستی حاصل رہی۔ بہت شفیق، نفس کُش اور ملنسار انسان تھے، جب ملاقات ہوتی مسکراتے ہوئے پیش آتے۔ آپ کا خاندان تو تصوف کے میدان کا بادشاہ تھا اور ہے۔ لیکن آنجناب پر تصوف کے بجائے تدریس اور تعلیم و تعلم کا غلبہ تھا۔ آپ اپنے شاگردوں سے بہت محبت فرماتے۔ رحیم یار خان میں ہونے والے جماعتی پروگراموں میں شریک ہوتے اور اپنے شاگردوں کو بھی ترغیب دیتے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے جس سے کسی کو انکار و فرار نہیں۔ عزیز القدر مولانا مفتی راشد مدنی حفظہ اللہ جماعت میں ہونہار مبلغ و مدرس ہیں۔ ۲۹ر نومبر ۲۰۱۷ء کو چنو عاقل سندھ کے جماعتی کارکن جناب شبیر احمد شیخ کا فون آیا کہ ۳ر دسمبر کو چنو عاقل میں جماعتی کانفرنس رکھی ہے خود تشریف لائیں یا کسی جماعتی مبلغ کو حکم دیں۔ راقم نے عرض کیا کہ مولانا راشد مدنی سے رابطہ کریں تو بھائی شبیر احمد نے کہا کہ آپ ہی انہیں فرما دیں۔ تو راقم نے مولانا راشد مدنی کو فون کیا تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ مولانا پیر محمد سعید صاحبؒ پچھلے دنوں انتقال فرما گئے۔ ان کا تعزیتی جلسہ ۳ر دسمبر کو ہے تو جامعہ قادریہ کے موجودہ مہتمم مولانا قاضی شفیق الرحمن مدظلہ نے بتلایا کہ پیر صاحب۔ غالباً ۱۶ر نومبر ۲۰۱۷ء کو انتقال فرما گئے۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں اور انہیں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان: حضرت مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ (آخری قسط) ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم

امت کو کیا ملا؟ ایک تو یہ کہ امت کو مقامِ شہادت ملا۔ مقامِ شہادت کیا ہے؟ کہ قیامت کے دن انبیا کرام علیہم السلام تشریف لائیں گے تو ان کی امتیں ان پر بہتان باندھیں گے، عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (المائدۃ: ۱۱۶-۱۱۷)

اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم نے انہیں میری توحید کی دعوت دی تھی یا نہیں؟ یا یہ دعوت دی تھی کہ مجھے خدا کا بیٹا سمجھو؟ تو وہ کہیں گے: سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ...... الخ! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ہاں بھئی! جو کہہ رہے ہو اس پر گواہ پیش کرو۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کو گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔ امت گواہی دے گی کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں، اللہ کے نبی نے ان کو توحید سکھائی تھی اور تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی۔ امت محمدیہ کی گواہی پر وہ جرح کریں گے کہ یہ تو موقع کے گواہ نہیں ہیں، اس وقت یہ موجود ہی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: ہاں بھئی! تم تو موقع پر نہیں تھے پھر کیوں کہتے ہو؟ تو امت کہے گی کہ یا اللہ! اس لئے کہ تو نے ہمارے پاس ایک نبی بھیجا تھا، جس نے ہمیں یہ بتایا تھا اور ہم نے ان کی تعلیم کو محفوظ رکھا۔ یہ عقیدہ ہمیں ملا تھا کہ سارے

> "ختم نبوت" کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ ہمارے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ اس کو محفوظ رکھیں! اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے ہمیں بڑی فضیلتیں دی ہیں، فقہا دیے ہیں، اس دین کو محفوظ رکھنے کے جو ذرائع ہو سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائے ہیں، صحابہؓ جیسی جماعت عطا فرمائی، تابعینؒ جیسی جماعت عطا فرمائی، حفاظِ حدیث عطا فرمائے، تفقہ عطا فرمایا، تقویٰ عطا فرمایا، سچے لوگ عطا فرمائے، سچی جماعتیں عطا فرمائیں

پیغمبر معصوم تھے، انہوں نے توحید کی طرف ہی بلایا ہے، اس لئے ہم گواہی دے رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں گے: تیری امت ٹھیک کہہ رہی ہے؟ آپ عرض کریں گے کہ جی! میری امت ٹھیک کہہ رہی ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا (النساء: ۴۱) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرۃ: ۱۴۳) تو یہ مقامِ شہادت ملے گا امت کو۔

اور امت کو کامل شریعت ملی، جو ہر زمانہ کے مطابق کام آئے گی۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مزاج میں اعتدال رکھا گیا ہے۔ شریعت کا مزاج معتدل ہے۔ صحت کی علامت "اعتدال" ہوتی ہے۔ طب کے اندر مرض میں اعتدال ہو تو صحت ہے، ہومیوپیتھی میں خشیات کا اعتدال ہو تو صحت ہے، طبِ اسلامی میں اگر اخلاق کے اندر اعتدال ہو تو صحت ہے، اسی طرح احکام میں اگر اعتدال ہو تو صحت ہے۔ اس امت کے مزاج میں اعتدال رکھا گیا ہے، اس لئے ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے اس پر عمل کرنا آسان ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کو ایک بشارت دی۔ وہ کیا؟ کہ تم رہو گے! تمہیں مٹانے والے مٹ جائیں گے، تم باقی رہو گے اور پہلوں کے اعمال نامے تمہارے سامنے کھلے، تمہارا اعمال نامہ کسی کے آگے نہیں کھلے گا، کیوں کہ تم آخری ہو، کوئی اور امت آئے گی نہیں، "تم" تم ہی ہو۔ اس لئے ہمیں مٹانے والے مٹ جائیں گے، یہ امت - ان شاء اللہ - باقی رہے گی۔ اس کے علاوہ اور بہت سے فضائل ہیں، لیکن ایک ذمہ داری ہے جس کی طرف اشارہ کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھو! اب شمع ہدایت ہمارے ہاتھ میں ہے، اس کے امین ہم ہیں۔ دنیا میں علم وحی کسی اور امت کے پاس نہیں ہے، سب مٹ چکا۔ ہمارا علم محکم ہے، محفوظ ہے، ثابت شدہ ہے، اور ہمارے پاس موجود ہے۔ اور یہ اس امت کے علما کی برتری ہے کہ انہوں نے ہر مشکل سے مشکل کام اور زمانہ کو برداشت کر کے، اور اس کتاب اللہ اور

سنت رسول اللہ کو محفوظ رکھ کر امت کو ضلالت سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ اور آج اگر امت اس پر عمل کرنا چاہے تو وہ دستور العمل: جو قرآن میں ہے: "لا ریب فیہ" جس کی شان ہے، وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ تھوڑی بات ہے.....؟ اگر ہم اس کو پڑھتے نہیں، اس کو سمجھتے نہیں، اور اس پر اعتماد نہیں کرتے، اور اس کے ہوتے ہوئے بے وقوفوں، جاہلوں- جن کی جہالت کا اعلان اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا ہے: " مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا" (الکھف:۵)۔ یہ جھوٹے ہیں۔ نصاریٰ کے بارہ میں آیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ یہود کے بارہ میں آیا کہ یہ عزیر علیہ السلام کو "ابن اللہ" کہتے ہیں، وہ (نصاریٰ) عیسیٰ علیہ السلام کو "ابن اللّٰہ" کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے ان کی- کو اپنا پیشوا بناتے ہیں تو کیا ہم جواب دہ نہیں ہوں گے؟ قطعی وحی ہمارے پاس ہے، علم ہمارے پاس ہے۔ دو چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وراثت میں چھوڑ گئے ہیں:-۱:...... کتاب اللہ۔۲: ......سنت رسول اللہ۔ "لن تضلوا ماتمسکتم بھا" (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۱) ...... جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے، کبھی گمراہ نہیں ہو گے...... اگر ہم گمراہ ہیں، اور یہ امانت- جو ہمیں ملی ہے- ہم آگے نہیں پہنچا رہے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ ہم سے باز پرس ہوگی کہ نہیں؟ ڈریں ہم اس بات سے۔ خدا کی قسم! "ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ" (البقرۃ:۲)۔ یہ فرمان جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سچا تھا، آج بھی سچا ہے۔ ہمارے پاس یہ علم ہے۔ اسے پڑھیں، اسے پڑھائیں، اس کو سمجھیں، اس پر عمل کریں۔ جو لوگ پڑھ نہیں سکتے، عمل نہیں کر سکتے، وہ ان پر اعتماد کریں جو پڑھے ہوئے ہیں۔ یہ قرآن کا حکم ہے: "فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ" (النحل:۴۳-۴۴)۔ خود نہیں کر سکتے تو سیکھو! اور سیکھ کر یہ روشنی پوری دنیا کو دو! ورنہ: "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ" (الروم:۴۱)۔ اس کا سبب ہم ہوں گے، ہم سے باز پرس ہوگی۔ یہ تبلیغ والے دوست کہتے ہیں کہ اگر ہم اس دین کو لے کر دنیا والوں کے پاس نہ گئے تو ہم مسئول ہوں گے۔

بس! اس پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ "ختم نبوت" کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ ہمارے لئے موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ اس کو محفوظ رکھیں! اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے ہمیں بڑی فضیلتیں دی ہیں، فقہاء دیے ہیں، اس دین کو محفوظ رکھنے کے جو ذرائع ہو سکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائے ہیں، صحابہ جیسی جماعت عطا فرمائی، تابعین جیسی جماعت عطا فرمائی، حفاظِ حدیث عطا فرمائے، تفقہ عطا فرمایا، تقویٰ عطا فرمایا، سچے لوگ عطا فرمائے، سچی جماعتیں عطا فرمائیں: "اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین" (التوبۃ:۱۱۹)۔ یہ صادقین کی جماعت کون ہے؟! ہمیں حکم ہے ان میں شامل ہونے کا۔ صادقین مہاجرین کو کہتے ہیں، یہ مہاجرین کا لقب ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں کہ مہاجرین کے ساتھ رہو! "لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ" (الحشر:۸)۔ یہ صادقین کی جماعت ہے۔

میرے دوستو! مہاجرین "صادق" ہیں، انصار "مفلح" ہیں۔ "مفلحین" اور "صادقین" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ...... وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" (آل عمران:۱۳۰-۱۳۲)۔ اور "وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ" (الزمر:۳۳)۔ صداقت اور تقویٰ کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اسی لئے ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ اب بھی وقت ہے، ہمیں سمجھ جانا چاہیے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے گزشتہ گناہوں کو معاف فرمائیں، اور ختم نبوت کے کام کو سمجھ کر اس کے لئے زندگی صرف کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین! اپنے اندر حوصلہ پیدا کرو! احساسِ کمتری سے نکلو! ہم جاہل نہیں ہیں۔ ایک کینیڈا پلٹ آدمی مجھے کہنے لگا کہ آپ جن لوگوں کو بُرا کہتے ہیں: انہوں نے جہاز بنائے ہیں، گاڑیاں بنائی ہیں، آپ اُن پر سوار نہیں ہوتے؟ میں نے کہا کہ ہاں! سوار ہوتے ہیں۔ کہنے لگا: اُس وقت وہ آپ کو اچھے لگتے ہیں؟ میں نے کہا: ایک بات بتاؤ! گائے کا دودھ پیتے ہو؟ کہنے لگا: ہاں! میں نے کہا: پھر اُس کی طرح چلتے بھی ہو؟! بھاں بھاں بھی کرتے ہو؟! اس کی بولی بھی بولتے ہو؟! بھئی! اُس کا دودھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھیجا ہے، نعمت ہے، ہم خرید کر پیتے ہیں، اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو "کالانعام" کہا ہے "بل ھم اضل" کہا ہے، ان کو ہمارے کام میں لگا دیا ہے، انہوں نے ہمارے لئے چیزیں بنائی ہیں، ہم پیسے دے کر خریدتے ہیں، اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہمیں ضرورت نہیں ہے گاڑیوں کی؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی اشاعت کے لئے پیدا کیا ہے، قرآن پڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ پڑھو!- ان شاء اللہ- وہ خود تمہاری خدمت کریں گے، اللہ تعالیٰ خود ان کو تمہاری خدمت میں دیدے گا۔ احساسِ کمتری میں مبتلا مت ہوں۔ استغفر اللّٰہ لی ولکم ولی سائر المسلمین! و آخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العلمین! ☆☆

ایک کلمہ خیر خواہی

قادیانی حضرات کی خدمت میں!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اگر چہ اس بات پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت تمام ہو چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کوئی اس دعویٰ کو قبول کرتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے باہر ہے؛ اس لئے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور مودودی اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، وہ بالکل غلط تھا، اور جو لوگ ان کے نبی یا مصلح ہونے پر یقین رکھتے ہیں، اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور جنہیں مسلمان قادیانی کہا کرتے ہیں، یہ مسلمان نہیں ہیں، یہ مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں سے ایک جماعت نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک ایسا گروہ ہے، جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف بغاوت کی ہے اور انہیں اعداء اسلام کی طرف سے اسلام کو کمزور کرنے اور شریعت محمدی پر حملہ کرنے کے لئے اٹھایا گیا ہے؛ اسی لئے یہود و نصاریٰ سے لے کر ہمارے ملک کے فرقہ پرستوں تک اسلام سے بغض رکھنے والے تمام لوگ ان کی پشت پر ہیں۔

لیکن اس حیثیت سے کہ تمام انسان حضرت آدم و حوا علیہم السلام کی اولاد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے تمام بندے بھائی بھائی ہیں: ”العباد کلھم اخوۃ“ (ابو داؤد، کتاب الوتر، باب ما یقول الرجل اذا سلم، حدیث نمبر: ۱۵۱۰) قادیانی حضرات بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں اور اس حیثیت سے ہمدردی کے مستحق ہیں کہ ان کی بڑی تعداد ناواقفیت، ناسمجھی اور صحیح صورت حال سے بے خبری کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہوگئی ہے، اور جس شخص کو راستہ معلوم ہو، اس کا فریضہ ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھائے اور گڑھے میں گرنے سے بچائے؛ اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ قادیانیوں کی بڑی تعداد جو باپ دادا کے موروثی مذہب کے لحاظ سے اس پر قائم ہے، یا دین سے واقف نہ ہونے اور قرآن و حدیث سے نابلد ہونے کی وجہ سے دھوکہ دینے والوں کا شکار ہوگئی ہے، ان کو صحیح راستہ پر لایا جائے۔ وہ اس جہت سے، یقیناً ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں۔ یہ تحریر اسی نقطۂ نظر سے لکھی جارہی ہے، یہ کلمۂ نصح و محبت اور دوستی و خیر خواہی کی سوغات ہے، جو ان کے ایک بہی خواہ کی طرف سے ان کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، کاش یہ حضرات اسے خالی الذہن ہو کر غیر جانب داری کے ساتھ پڑھیں! آخرت کو سامنے رکھیں، قیامت کے دن کی رسوائی سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے فکر مند ہوں اور اس درمندانہ درخواست کو ایک دوست کا تحفۂ محبت سمجھ کر قبول کریں۔

کسی شخصیت کو پرکھنے کے لئے سب سے اہم چیز اس کی ذاتی زندگی ہوتی ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نبی بنائے گئے تو آپ نے اپنے آپ کو قوم پر پیش کیا کہ میں نے تمہارے درمیان بچپن اور جوانی گزاری ہے اور عمر کے چالیس سال بتائے ہیں، تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا؟ اور امانت دار پایا، یا خیانت کرنے والا؟ ہر شخص کی زبان پر ایک ہی بات تھی کہ آپ سراپا صدق و امانت ہیں، کوئی انگلی نہ تھی جو آپ کے کردار پر اٹھ سکے اور کوئی زبان نہ تھی جو آپ کی بلند اخلاق کے خلاف کھل سکے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دعوت کے سچ اور جھوٹ کو جاننے کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ ان کی زبان و بیان، اخلاق و کردار، لوگوں کے ساتھ سلوک و رویہ اور صدق و دیانت کا جائزہ لیا جائے، کہ کیا ان کی زندگی انسانیت کے سب سے مقدس گروہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی سے میل کھاتی ہے یا اس کے برعکس ہے؟

۱۔ نبوت کا مقصد اور انبیاء علیہم السلام کی تمام کوششوں کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑا جائے، بندوں کے دل میں اس کے رب کی عظمت و محبت پیدا کی جائے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس کا طریقہ سکھایا جائے؛ اس لئے ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکل سکتی جو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے سامنے اسلام کا تعارف کرایا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی وہ ہے کہ جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہ شفا عطا فرماتا ہے: ”اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ“ (سورۃ الشعراء: ۸۰) غور کیجیے کہ اس فقرے میں کس قدر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا لحاظ ہے، ہے تو بیماری اور شفا

دونوں اللہ ہی کی طرف سے ؛ لیکن بیماری ایک ناپسندیدہ کیفیت ہے اور صحت وشفا ایک مرغوب اور پسندیدہ بات ہے؛ اس لئے شفا کی نسبت تو صراحتاً اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہ اللہ ہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے؛ لیکن بیمار کرنے کی نسبت صراحتاً اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں فرمائی اور یوں کہا کہ جب میں بیمار پڑتا ہوں تو اللہ مجھے شفا عطا فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب نے خطاب کرتے ہوئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کرتے ہوئے کہا: "من عصاهما" جو ان دونوں کی نافرمانی کرے، تو حالاں کہ معنوی اعتبار سے یہ فقرہ درست تھا؛ لیکن چوں کہ بظاہر اس میں اللہ اور رسول کے ایک درجے میں ہونے کا شائبہ پیدا ہوتا ہے؛ اس لئے آپ نے اس پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ کیسا بدترین خطیب ہے، جس نے اللہ اور رسول کو برابر کردیا: "بئس هذا الخطيب۔"

(مسلم، عن عدی بن حاتم: ۸۷۰)

رب کے معنی پروردگار کے بھی ہیں، اسی معنی میں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کے مقابلہ میں "عبد" ہے، جس کا معنی بندہ کے ہیں؛ لیکن عربی زبان میں رب کے معنی مالک اور عبد کے معنی غلام کے بھی ہیں، اس معنی کے اعتبار سے غلام اپنے آقا کو رب اور آقا اپنے غلام کو عبد کہا کرتے تھے؛ لیکن چوں کہ اس میں خدائی اور بندگی کے معنی کی مشابہت تھی؛ اس لئے آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ غلام اپنے مالک کو رب اور مالک اپنے غلام کو عبد کہہ کر پکارے۔

(بخاری، عن ابی ہریرۃ: ۲۵۵۲) یہ ایک مثال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی شان اور مقام کا کتنا زیادہ لحاظ تھا؛ اسی لئے قرآن مجید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسماء حسنیٰ ہیں، ان ہی سے اللہ کو پکارو۔ (اعراف: ۱۹۰) اور اسماء حسنیٰ سے وہ ذاتی وصفاتی نام مراد ہیں جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں، علماء نے لکھا ہے کہ ان کے علاوہ کسی اور نام سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے ؛ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ بندہ اپنی دانست میں اچھی صفت اور اچھے نام کا ذکر کرے ؛ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہو اور وہ غیر ارادی طور پر اس کا مرتکب ہوجائے۔

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی شان میں کیسی شوخیاں کرتے ہیں کہ زبان وقلم پر لانے سے بھی دل لرزتا ہے؛ لیکن حقیقت حال سے واقفیت کے لئے نقل کیا جاتا ہے:

اللہ کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ اللہ معبود اور انسانی کمزوریوں سے ماوراء ہے، وہ عبادت کرتے نہیں ہیں؛ بلکہ عبادت کیے جانے کے لائق ہیں؛ لیکن مرزا صاحب کے عربی الہامات کا مجموعہ جس کو ان کے مرید منظور الٰہی قادیانی نے "بشریٰ" کے نام سے مرتب کیا ہے، اس میں وہ کہتے ہیں: مجھے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں، جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ (البشریٰ: ۲/۹۷)

غور کیجئے کہ اس میں ذات باری تعالیٰ کی کس درجے کی اہانت ہے کہ معبود کو عبد بنادیا گیا؛ نیز ایک انسانی کمزوری ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے اس کو ثابت کیا گیا، عربی الہامات کے اسی مجموعے میں مرزا صاحب کا ایک الہام اس طرح منقول ہے:

خدا نے کہا کہ میں رسول کی بات قبول کرتا ہوں، غلط کرتا ہوں اور صواب کو پہنچتا ہوں، میں رسول کا احاطہ کئے ہوئے ہوں۔ (البشریٰ: ۲/۷۹)

گویا اللہ تعالیٰ بھی۔ نعوذ باللہ۔ غلطی کرتے ہیں، اس طرح کے اور بھی کئی نمونے مرزا صاحب کی عربی اور اردو تحریروں میں موجود ہیں، یہاں تک کہ ان کا بیان ہے کہ خدا نے ان سے کہا: انت من ماءنا، "تو ہمارے پانی سے ہے" (انجام آتھم: ۵۵) یعنی مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ نعوذ باللہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور اس نازیبا دعوے کے لئے تعبیر بھی کتنی نازیبا استعمال کی ہے کہ گویا جیسے ایک انسان دوسرے انسان کے پانی سے پیدا ہوتا ہے، اسی طرح گویا ان کی پیدائش (ہزار بار نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ سے ہوئی ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنانے ہی پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ایسی شرمناک بات کہتے ہیں کہ اگر حق وباطل کو واضح کرنا مقصود نہ ہوتا تو کسی مسلمان کے لئے اس کو نقل کرنا سر پر پہاڑ اُٹھانے سے بھی زیادہ گراں خاطر ہے، مرزا صاحب کے ایک معتقد قاضی یار محمد قادیانی لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔

(اسلامی قربانی: ۳۴)

یہ تو ان کے مرید کا بیان تھا، خود مرزا صاحب کا بیان ہے:

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا گیا، اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح: ۴۷)

لیکن مرزا صاحب کو اس پر بھی تشفی نہیں ہوئی اور انہیں اس میں بھی کوئی باک نہیں ہوا کہ اپنے آپ کو خدا قرار دیں؛ چناں چہ ایک موقع پر لکھتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام: ۵۶۴)

قادیانی حضرات ٹھنڈے دل سے سوچیں اور

خالی الذہن ہو کر غور کریں کہ نبی تو کیا؟ کوئی ادنیٰ گنہگار شرابی وکبابی مسلمان بھی بحالت ہوش وحواس اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخیاں کرسکتا ہے؟ اور جو ایسا کرے کیا وہ مسلمان بھی باقی رہے گا؟

۲۔اللہ کے تمام پیغمبر ہمیشہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے آئے ہیں، یہودی حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت یوسف علیہم السلام جیسے انبیاء پر بت پرستی وغیرہ کا الزام لگاتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب پر بھی حملہ کرتے تھے، ان انبیاء کرام کی حیات طیبہ پر جو غبار ڈال دیا گیا تھا قرآن مجید اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صاف کیا؛ اس لئے قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار یہ صفت ذکر کی گئی کہ وہ پچھلے انبیاء اور گزشتہ کتابوں کی تصدیق کرتے تھے: ”مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ“

مرزا صاحب کو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایسی پرخاش ہے کہ ان کی شان میں نہایت ناشائستہ اور اہانت آمیز جملے لکھتے ہیں، بہت سی تحریروں میں سے صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا، مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی، آپ کا کنجریوں (فاحشہ عورتوں) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے؟ (ضمیمہ انجام آتھم: ۷، روحانی خزائن: ۱۱/۲۹۱ حاشیہ)

تمام مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے باپ کے واسطہ کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، جو ایک معجزہ ہے؛ لیکن مرزا صاحب کیسے اہانت آمیز انداز اس واقعے کا ذکر کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی؛ بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ (چشمۂ مسیحی: ۱۸، روحانی خزائن: ۲۰/۳۵۶)

مرزا صاحب نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے آپ کو افضل قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ آدم کو تو شیطان نے شکست دے دی (حاشیہ در حاشیہ سرت خطبہ الہامیہ ملحقہ سیرت الابدال) اور حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ نے ان (مرزا صاحب) کے لئے اتنے معجزات ظاہر کئے کہ اگر نوح کے زمانے میں دکھائے گئے ہوتے تو ان کی قوم غرق نہ ہوتی۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی: ۱۳۷) اسی طرح اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ (براہین احمدیہ: ۵/۷۶) یعنی حضرت یوسف علیہ السلام سے، مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اگر ان کے زمانے میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ہوتے تو وہ بھی ان کی اتباع کرتے۔ (اخبار الفضل قادیانی: ۳/۹۸، ۱۸/مارچ ۱۹۶۱ء)

قرآن مجید میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر جو آیتیں نازل ہوئی ہیں، مرزا صاحب نے ان سب کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ آخر مرزا صاحب کو اس پر بھی قناعت نہ ہوسکی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی فضیلت کا دعویٰ کردیا؛ چناں چہ اپنے ایک عربی شعر میں کہتے ہیں کہ: محمد کے لئے تو ایک گہن ہوا اور میرے لئے سورج اور چاند دونوں گرہن ہوئے۔ (اعجاز احمدی: ۷۱) اسی لئے قادیانی شعراء اور مصنفین نے کھل کر کہنا شروع کیا کہ: مرزا صاحب رسول اللہ سے بھی افضل ہیں۔ (نعوذ باللہ) چناں چہ ایک قادیانی شاعر اکمل کہتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

یہ اشعار نہ صرف شاعر نے کہے ہیں؛ بلکہ بقول شاعر انہوں نے مرزا صاحب کے سامنے ان اشعار کو پڑھا بھی ہے، خود مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے اسلام کو ہلال (پہلی تاریخ کا چاند) اور اپنی صدی کو بدر یعنی چودھویں کا چاند قرار دیا ہے۔ (خطبہ الہامیہ: ۱۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے آپ کو حضرت یونس علیہ السلام سے افضل قرار دیا تو آپ نے فرمایا: ایسا نہ کہو۔ (لاینبغی لعبدان یقول انا خیر من یونس بن متی: بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۱۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل قرار دیا تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ: جب قیامت کے دن دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور لوگ زندہ ہوں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے ستون کو تھامے ہوئے ہوں گے، نہ معلوم وہ بے ہوش ہی نہیں ہوئے ہوں گے، یا بے ہوش ہونے کے بعد سب سے پہلے ہوش میں آجائیں گے۔ (بخاری، عن ابی ہریرۃ: ۳۴۰۸) حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے؛ لیکن آپ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے اس لئے منع

فرمایا کہ اس میں بعض دفعہ بے احترامی کی صورت پیدا ہوجاتی ہے؛ لیکن مرزا صاحب کا حال یہ ہے کہ بے تکلف انبیاء کی توہین کرتے اور اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہراتے ہیں— سوچئے! کیا یہ کسی پیغمبر کا اخلاق ہوسکتا ہے؟ اور کیا انبیاء کی شان میں کوئی عام مسلمان بھی ایسی بات کہہ سکتا ہے؟

(۳) انسان کے اخلاق کا سب سے بڑا مظہر اس کی زبان اور اس کے بول ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہؓ کہتے ہیں:

ما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاحشاً ولا متفحشا ولا صخابا فی الأسواق ۔(ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی خلق النبی:۱/۲۰۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عادتاً سخت گو تھے، نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے، نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے۔

اور پیغمبر کی شان تو بہت بالا ہے، کسی مؤمن کو بھی بدگو اور بدزبان نہیں ہونا چاہئے؛ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی ۔(ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی اللعنۃ، حدیث نمبر:۱۹۷۷)

مؤمن نہ طعن وتشنیع کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت بھیجنے والا، نہ سخت گو، نہ فحش کلام۔

خود مرزا صاحب کے قلم سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نکلوادیے: ’’گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔‘‘ (ست بچن:۲۰)

مرزا صاحب نے بدزبانی کی مذمت کرتے ہوئے اپنی کتاب (درثمین اردو: ۱۷) میں جو اشعار کہے ہیں، وہ بھی قابل ملاحظہ ہیں:

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست، بیت الخلاء یہی ہے
گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے!

غور کریں تو مرزا صاحب کے اشعار خود ان کی بدکلامی کی بہترین مثال ہیں اور اہل ذوق کو تو خود ان الفاظ سے بدبو کا احساس ہوتا ہے، اب خود مرزا صاحب کی خوش کلامی کی چند مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

☆ آریوں کا پرمیشر (پرمیشور یعنی خالق) ناف سے دس انگلی نیچے ہے، سمجھنے والے سمجھ لیں۔ (چشمہ معرفت:۱۱۶)

☆ جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں، حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔ (انوار الاسلام:۳۰)

☆ ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے، مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد۔ (آئینہ کمالات:۵۴۷)

☆ اے بدذات فرقۂ مولویان! کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ (انجام آتھم حاشیہ:۲۱)

☆ مولانا سعد اللہ لدھیانوی کا اشعار میں تذکرہ کرتے ہوئے ڈھیر ساری گالیاں دی ہیں یہاں تک کہ ان کو ’’نطفۃ السفہاء‘‘ (احمقوں کا نطفہ) اور ’’ابن بغا‘‘ (زانیہ کی اولاد) تک کہا ہے۔ (انجام آتھم:۲۸۱)

ایک موقع پر اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

☆ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ:۱۵)

ایک جگہ مخالفین کے بارے میں کہتے ہیں:

☆ جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہوجاتے۔ (حیات احمد:۱/۳، ص:۲۵)

علماء ومشائخ کے بارے میں کہتے ہیں:

☆ سجادہ نشیں اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ:۲۰تا۲۳)

☆ ایک موقع پر علماء سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا، اے اندھیرے کے کیڑو! تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیوں کر چھپاسکتے ہو۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ:۲۱)

اپنے زمانے کے اکابر علماء مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ وغیرہ کو بھیڑیا، کتا، ملعون، شیطان، اندھا شیطان، شقی وغیرہ کے الفاظ کہے ہیں۔ (دیکھئے: انجام آتھم:۲۵۱-۲۵۲)

مشہور صاحب نسبت بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ہجو میں ایک پوری نظم کہی ہے اور ان کو خبیث، بچھو، ملعون وغیرہ لکھا ہے۔ (اعجاز احمدی: ۷۵) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں: ’’اے عورتوں کی عار ثناء اللہ‘‘ (اعجاز احمدی: ۹۲) عار سے مراد ہے قابل شرم جگہ۔

☆ آریوں پر رد کرتے ہوئے ایک طویل نظم کہی ہے، اس کے دو اشعار ملاحظہ کیجیے:

دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بیچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
ان کی لالی نے عقل ماری ہے

☆ مرزا صاحب کثرت سے اپنے مخالفین کو ”ذریۃ البغایا“ یعنی ’زانیہ کی اولاد‘ سے خطاب کرتے ہیں اور ان کو لعنت کرنے کا بھی بڑا ذوق ہے، مولانا ثناء اللہ صاحبؒ پر لعنت کرتے ہوئے کہتے ہیں: مولوی صاحب پر لعنت لعنت دس بار لعنت۔ (اعجاز احمدی: ۴۵) اور اپنے رسالہ نور الحق میں صفحہ: ۱۱۸ سے ۱۲۲ تک عیسائیوں کے لئے مسلسل ایک ہزار بار لعنت لکھی ہے۔ (روحانی خزائن: ۸/۱۵۸)

قادیانی حضرات خود غور کریں کہ یہ زبان نبی تو کجا کسی مسلمان؛ بلکہ کسی اچھے انسان کی بھی ہوسکتی ہے؟ کیا اس کے بعد بھی مرزا صاحب کے دعوئ نبوت کے جھوٹے ہونے پر کسی اور دلیل کی ضرورت ہے؟

نبی کے لئے جو وصف سب سے زیادہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے، وہ ہے اس کا سچا ہونا؛ تاکہ اس بات کا یقین ہو کہ واقعی اس پر اللہ کا کلام اترتا ہے اور وہ اس کو بے کم و کاست اپنی امت تک پہنچا دیتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ مرزا صاحب کے کلام میں بہت سی ایسی خلاف واقعہ باتیں ملتی ہیں، جن سے سچائی کو شرمسار ہونا پڑتا ہے، مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔ (حقیقۃ الوحی: ۲۰۶) ایک اور موقع پر کہتے ہیں:

”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت: ۲۲۲)

مرزا صاحب سے جو جھوٹی باتیں منقول ہیں، ان میں بعض تو ان کے زمانے سے متعلق تھیں اور اس زمانے میں قادیانی حضرات اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے؛ لیکن بعض غلط بیانیاں وہ ہیں، جن کو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے، اس کے چند نمونے درج کیے جاتے ہیں:

☆ مرزا صاحب کہتے ہیں:

دیکھو! خدا تعالیٰ قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے، اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا۔ (روحانی خزائن: ۱۸/۴۰۹)

حالانکہ قرآن مجید میں کہیں یہ بات نہیں آئی کہ میں مفتری کو جلد پکڑ لیتا ہوں اور مہلت نہیں دیتا ہوں؛ بلکہ خود قرآن مجید میں ہے کہ دنیا میں ان کو مہلت دی جاتی ہے:

”ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون متاع فی الدنیا۔“ (سورۃ یونس: ۶۹-۷۰)

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔ (روحانی خزائن: ۳/۲۲۷)

مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے، حدیث میں کہیں ایسا کوئی مضمون نہیں آیا ہے۔

☆ بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس (مسیح موعود خلیفہ) کے لئے آواز آئے گی: ”ھذا خلیفۃ اللہ المھدی“ (روحانی خزائن: ۶/۳۳۷) حالانکہ بخاری شریف میں کہیں یہ روایت موجود نہیں ہے۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں، ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔ (اشتہار اخبار الحکم)

حالاں کہ کسی حدیث میں یہ بات نہیں آئی کہ وباء پھوٹنے والے شہر کو نہ چھوڑنے والے اللہ سے لڑائی کرنے والے قرار پائیں گے۔

احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا امام ہوگا۔ (ضمیمہ نصرۃ الحق: ۱۸۸، طبع اوّل)

یہ بات بھی بالکل خلاف واقعہ ہے، احادیث صحیحہ تو کیا کسی ضعیف روایت میں بھی اس کا ذکر نہیں آیا ہے۔

یہ تو چند مثالیں ہیں، جن میں غلط بیانی کو آج بھی پرکھا جاسکتا ہے، ورنہ مرزا صاحب کی دروغ گوئی کی ایک لمبی فہرست ہے اور لکھنے والوں نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلہ میں مولانا نور محمد ٹانڈوی کی کتاب ”کذبات مرزا“ ملاحظہ کی جاسکتی ہے، کیا کسی نبی سے اس طرح جھوٹ بولنے کی امید کی جاسکتی ہے؟ جو شخص اپنے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بول سکتا ہے یقیناً وہ جھوٹا دعویٰ بھی کرسکتا ہے۔

(۴) فارسی زبان کا مشہور محاورہ ہے ”دروغ گورا حافظہ نہ باشد“ یعنی جھوٹ بولنے والے کو اپنی بات یاد نہیں رہتی؛ اسی لئے اس کی گفتگو میں تضاد ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں تضاد اور ٹکراؤ ہو، یہ تو ہوسکتا ہے کہ لوگوں کی مصلحت کے لحاظ سے رفتہ رفتہ احکام دیے جائیں، جیسے قرآن مجید میں پہلے کہا گیا کہ شراب کا نقصان اس کے نفع سے بڑھ کر ہے: ”اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا“ (البقرۃ: ۲۱۹) پھر دوسرے مرحلے پر یہ بات کہی گئی کہ شراب پی کر نماز نہ پڑھی جائے: ”لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى“ (النساء: ۴۳) اور تیسرے مرحلے میں شراب مکمل طور پر حرام قرار دے دی گئی۔ (المائدۃ: ۹۰) لیکن اس کا تعلق عملی احکام سے ہے، واقعات اور خبروں میں ایسا نہیں ہوسکتا کہ پہلے ایک خبر دی جائے اور پھر اس سے متضاد خبر دی جائے، اسی طرح عقائد و ایمانیات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ یہ باتیں بھی غیبی واقعات کی خبر ہی پر مبنی ہوتی ہیں، اگر ایسی باتوں میں تضاد اور ٹکراؤ پایا جائے تو یہ اس شخص کے جھوٹے ہونے کی علامت ہوتی ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سے بھی متعدد مواقع پر اس کی صراحت منقول ہے، جیسے کہتے ہیں: ”اور جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ: ۱۱۱) (جاری ہے)

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بناء پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۲۴) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

وہ اس سورت کی آیات کو بددعا کے معنی میں لینے کو غلط سمجھتے ہیں، اسی طرح اس میں کسی مذمت کے پہلو کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے بلکہ وہ ابولہب کو کنیت سے ذکر کرنے کو ابولہب کے لئے باعث عزت سمجھتے ہیں، جبکہ عام مفسرین ان آیات کو ابولہب کے لئے مذمت قرار دیتے ہیں، اب آیئے اور دیکھئے کہ مفسرین یہاں کیا لکھتے ہیں:

چنانچہ قاضی ثناء اللہ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں، ان کی عربی تفسیر کا ترجمہ میں اردو میں پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ: بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ جب ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان کو عذاب آخرت سے ڈرایا۔ بخاری وغیرہ میں مزید یہ تفصیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور قریش کو آواز دی تو قریش اکٹھے ہوگئے، آنحضرت نے قریش سے کہا کہ مجھے بتادو اگر میں تمہیں کہہ دوں اور خبردوں کہ دشمن صبح یا شام کے وقت تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو تم میری بات مانو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! ہم تصدیق کریں گے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فَاِنِّیْ لَکُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ بَيْنَ يَدَیْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ۔ عذاب سے پہلے میں تمہارے لئے واضح ڈرانے والا نبی بن کر آیا ہوں۔

اس پر ابولہب نے کہا: تجھے ہلاکت ہو! تم نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا؟ ابولہب نے ہاتھ میں پتھر اٹھایا تاکہ آنحضرت کو اس سے مارے۔ اس پر یہ آیت اتری ﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ﴾ تباب اس خسران ونقصان کو کہتے ہیں جو مفضی الی الہلاک ہو، اَیْ هَلَکَتْ یعنی اس کے ہاتھ ہلاک ہوجائیں، اَیْ نَفْسہ یعنی وہ خود ہلاک ہوجائے۔

علماء نے کہا ہے کہ ہلاکت کی بددعاء میں ابولہب کے ہاتھوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس نے انہیں ہاتھوں سے پتھر اٹھایا تھا تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ماردے۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ مفسرین میں سے شیخ مقاتل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان کو خوبصورتی اور چمک دمک کی وجہ سے ابولہب کہتے تھے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس کو کنیت کے ساتھ دو وجہوں سے یاد کیا ہے: ایک وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے نام لینے کو قبیح اور مکروہ سمجھا، دوسری وجہ یہ کہ چونکہ یہ دوزخ میں جانے والا تھا تو دوزخ کے شعلوں کی مناسبت سے ابولہب کہہ دیا یعنی دوزخ کی آگ کے شعلوں والا، تیسری وجہ یہ کہ آئندہ لفظ ذات لہب آرہا ہے اس کی مجانست کی وجہ سے اس کو ابولہب کنیت کے ساتھ یاد کیا۔

﴿وَتَبَّ﴾ قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ "اِخْبَارٌ بَعْدَ اِخْبَارٍ لِلتَّاکِيْدِ اَوِ الْاُوْلٰی دُعَائِيَّةٌ وَالثَّانِيَةُ اِخْبَارِيَّةٌ۔ یعنی یہ جملہ خبر کے بعد دوسری خبر ہے تاکید کے لئے ہے یا پہلا جملہ یعنی ﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ﴾ بددعاء کے لئے تھا اور جملہ ثانیہ خبر دینے کے لئے ہے کہ جو بددعا کی گئی تھی وہ واقع ہوگئی اور یہی ثابت ہوگئی۔

(تفسیر مظہری ج۱۰ص:۳۶۷)

مفسر کبیر ابوالفداء ابن کثیر رحمہ اللہ ﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اَلْاَوَّلُ دُعَاءٌ عَلَيْهِ وَالثَّانِیْ خَبَرٌ عَنْهُ."

(تفسیر ابن کثیر جلد۴ص:۵۶۴)

یعنی پہلے جملے میں ابولہب کے لئے بددعا ہے کہ ابولہب ہلاک ہوجائے اور دوسرے جملے میں خبر دی گئی کہ یہ بددعاء لگ گئی۔ تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں "وَتَبَّ" اَیْ وَکَانَ ذٰلِکَ وَحَصَلَ" یعنی ایسا ہوگیا اور مقصود حاصل ہوگیا۔

(کشاف ج۴ص:۸۱۴)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف مفسرین سورت لہب کی تفسیر میں تابعین اور صحابہ کرام مثلاً حضرت ابن عباس وغیرہ سے روایات نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس سورت میں ابولہب کی مذمت ہے

اور ان پر بددعاء ہے، اور دوسری طرف علامہ فراہی عنوانات لگا لگا کر لکھتے ہیں کہ اس میں نہ بددعاء ہے اور نہ مذمت ہے۔ علامہ فراہی نے شاید ذہن میں یہ رکھا ہے کہ واقعاتی طور پر ابولہب کے نہ ہاتھ ٹوٹ گئے تھے اور نہ آگ میں داخل ہوا تھا، لہٰذا یہ ایک پیشین گوئی ہے کہ آخرت میں ان کے ساتھ ایسا ہوگا یا یہ کہ بدر کی جنگ میں ان کے اعوان قریش کے سردار مارے گئے یہی اس کا ہاتھ ٹوٹنا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ بددعاء اور مذمت کے لئے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ فوری طور پر خارج میں اس کی تصویر سامنے آجائے، ایک لمحہ کے لئے فرض کر کے مانا کہ دنیا میں اس کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا لیکن کیا یہ بددعاء قیامت میں دوزخ کی صورت میں بھی ظاہر نہیں ہوگی اور یہ مذمت اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوگی؟ آخر بددعاء اور مذمت سے ابولہب کی برأت سے فراہی صاحب کو کیوں اتنی دلچسپی ہے کہ قرآن کے ظاہر کو بھی چھوڑا، نظم قرآن کو بھی توڑا مفسرین کی تفاسیر سے بھی منہ موڑا اور سرپٹ ایسے راستے پر دوڑا جس پر دوڑنا مناسب نہیں تھا۔

سورت لہب کے زمانہ نزول میں فراہی صاحب کی غلطی

حدیث کی ساری روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ابولہب کی گستاخی اور آنحضرت کو بددعاء دینا اور آپ کی طرف پتھر مارنے کا ارادہ کرنا یہ سب کچھ اعلان نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں ہوا تھا، مفسرین کی تصریحات بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن فراہی صاحب اس پر سخت رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ آیندہ کسی ہونے والے واقعہ کی پیشین گوئی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اب ایک قدم اور آگے بڑھ کر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ (سورت) اوائل بعثت میں نہیں اتری ہے۔ جو لوگ اس دلیل کی بناء پر کہ یہ ابولہب کی سخت کلامی کا جواب ہے، اس کا زمانہ نزول ابتدائے بعثت بتاتے ہیں ہمارے نزدیک ان کا خیال بالکل غلط ہے۔ یہ سورت ابولہب کے جواب میں نہیں بلکہ ایک ہونے والے واقعہ کی پیشین گوئی اور خبر ہے۔'' (تفسیر نظام القرآن ص:۶۲۷)

تبصرہ

ناظرین دیکھ لیں کہ فراہی اب کیا لکھ رہے ہیں اور اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اگر میں کچھ لکھوں تو ان کا حلقہ ناراض ہوجائے گا اور اگر نہ لکھوں تو خون کھولتا ہے کہ فراہی صاحب سارے مفسرین کے خلاف کہاں جارہے ہیں۔

ام جمیل اور علامہ فراہی ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾

علامہ فراہی نے بڑی کوشش کی ہے کہ وہ اس جملہ کو اپنی حقیقت سے ہٹا کر مجاز پر لے جائیں وہ کہتے ہیں کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل ایک شریف خاندان کی عورت تھی، لہٰذا وہ دنیا میں لکڑی لانے اور چننے والی عورت نہیں ہوسکتی ہے، اس کی جو یہ حالت آیت میں بتائی گئی ہے یہ مرنے کے بعد قیامت میں بلکہ جہنم میں پیش آئے گی، دنیا میں ایسا نہیں ہوا۔ فراہی صاحب کی یہ بات صحیح ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو آخرت کی حالت پر حمل کیا ہے لیکن فراہی صاحب کی یہ بات غلط ہے کہ اس کلام میں نہ ہجو ہے نہ مذمت ہے۔ چنانچہ علامہ فراہی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''چوتھی آیت کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب کی بیوی بھڑکتی آگ میں پڑے گی اور اس وقت اس کی حالت ایندھن ڈھونڈنے والی لونڈی کی سی ہوگی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دنیا میں ایندھن ڈھونڈتی تھی، یہ تاویل صرف بعید نہیں بلکہ بالکل غلط ہے۔''

(ص:۶۳۳)

علامہ مراغی لکھتے ہیں کہ لفظ حَمَّالَةَ منصوب ہے نصب والی قرأت کی صورت میں، ''وَامْرَأَتُهُ'' میں جو واؤ ہے وہ عطف کے لئے ہے یعنی اس کی بیوی اپنے شوہر کے ساتھ بھڑکتی آگ میں پڑے گی، یہ مطلب بالکل واضح ہے یہاں دونوں کا آگ میں داخل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ (ص:۶۳۴) فراہی صاحب چاہتے ہیں کہ یہ لفظ منصوب ہے لیکن حالیت کی بناء پر ہے، اس کا فعل محذوف نہیں کہ وہ اس کو نصب دے رہا ہو اور عبارت اس طرح ہو ''أَذُمُّ وَأَشْتُمُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ'' یعنی میں اس لکڑی ڈھونڈنے والی عورت کی مذمت کرتا ہوں اور اس کو گالی دیتا ہوں۔ اسی قرأت اور اسی طرز کلام پر فراہی صاحب مفسرین پر غصہ ہورہے ہیں، چنانچہ وہ لکھ رہے ہیں کہ صاحب کشاف نے نصب کی قرأت کو ترجیح دی ہے لیکن انہیں سیبویہ کے کلام سے غلط فہمی ہوگئی ہے، ان کی طبیعت بہت نادر پسند ہے، ہمارے نزدیک ان کا ذوق بھی قابل اعتماد نہیں ہے، اس تاویل کو انہوں نے محض اس وجہ سے اختیار کرلیا ہے کہ اس میں مذمت اور ہجو کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، چنانچہ صاحب کشاف کی عبارت کا ترجمہ فراہی صاحب نے اس طرح کیا ہے:

صاحب کشاف کہتا ہے کہ میں اس قرأت (نصب) کو ترجیح دیتا ہوں اور جس نے ابولہب کی بیوی ام جمیل کو گالی دینا پسند کیا اس نے رسول اللہ تک نیک وسیلہ پیدا کیا۔ علامہ فراہی لکھتے ہیں کہ اس سادگی کو دیکھو! ایک فضول اور مہمل قول کو محض ایک لفظی صنعت اور خلع حجت کی خاطر اختیار کرلیتے ہیں، ہمارے نزدیک یہ قول ذرا بھی لائق توجہ نہیں ہے، ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ یہاں مذمت اور ہجو کا کوئی موقع نہیں ہے۔ (تفسیر نظام القرآن ص:۶۳۵) فراہی صاحب حمالۃ الحطب میں نصب کو حالیت کی بنیاد پر مانتے ہیں اور یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ام جمیل اور ابولہب کا آگ میں جانا ایک ساتھ ہے اور ام جمیل کا لکڑی چننا جہنم کی بات

ہے دنیا کی نہیں ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: یعنی ابولہب بھڑکتی آگ میں پڑے گا اور حال یہ ہوگا کہ اس کی بیوی ایندھن ڈھونڈنے والی ہوگی اور اس کے گلے میں بٹی ہوئی رسی پڑی ہوگی (ص:۶۳۵)

علامہ فراہی ﴿حَمَّالَةُ الْحَطَبِ﴾ میں رفع کی صورت میں آیت کا مطلب وہی بتا رہے ہیں جو اوپر کی عبارت میں پیش کیا گیا ہے۔ علامہ مزید لکھتے ہیں: پس جو لوگ ﴿حَمَّالَةُ الْحَطَبِ﴾ کو رفع کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ بھی درحقیقت اسی مفہوم کی تفسیر کرتے ہیں جو نصب والی قرأت میں ہے کہ کسی کو ام جمیل کی ہجو اور مذمت کا گمان نہ ہو (ص:۶۳۵) آگے لکھتے ہیں: یہ حالت اس کی دنیا میں نہیں تھی، غرض دونوں قرأتوں کا ماحصل یہی ہے کہ یہ اس کی آخرت کی حالت کا بیان ہے۔ (ص:۶۳۵)

تبصرہ:

ہمیں فراہی صاحب کی تحقیق پر اعتراض نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ ام جمیل کا اتنا دفاع کیوں کرتے ہیں جس کی مذمت میں آدھی سورت اتری ہے؟ اور کیا جب جہنم میں اس کی یہ حالت ہوگی تو وہ ہجو اور مذمت نہیں؟ کیا دوزخ میں جب وہ جلے گی سڑے گی، لکڑیاں چن چن کر ابولہب پر لا کر ڈالے گی یہ اس کی مذمت نہیں ہے؟ پھر اکثر مفسرین کے راستے کو غلط قرار دے کر اس طرز پر اتنا زور کیوں دیا جا رہا ہے؟

علامہ فراہی ام جمیل کی برأت میں لکھتے ہیں تیسری وجہ یہ ہے کہ قریش کا رتبہ اس سے بہت بڑا تھا کہ ان کی عورتیں لکڑیاں چنیں اور ایندھن ڈھونڈیں، کیا ان کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ان کی بیگمات ایندھن ڈھونے کا کام کرے گی جو صرف لونڈیوں کے کرنے کا کام سمجھا جاتا ہے؟ (تفسیر نظام القرآن ص:۶۳۶)

ام جمیل کی مدح میں فراہی صاحب مزید لکھتے ہیں: یہ ام جمیل بنت حرب خاندان بنی عبد شمس کی ایک باعزت خاتون ہے جو ہاشمی خاندان میں بیاہی گئی ہے یہ ایندھن ڈھونے والی لونڈی نہیں ہو سکتی ہے۔ (ص:۶۳۷)

تبصرہ:

میں فراہی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جہنم میں ام جمیل کو ایندھن ڈھونے والی عورت تو آپ بھی تسلیم کرتے ہو تو کیا وہ اس کی ذلت کے لئے کافی نہیں ہے؟ پھر آپ اس کو باعزت خاتون اور بنو عبد شمس کا چشم و چراغ کہہ کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہو اور ام جمیل کو کیا ایوارڈ دینا چاہتے ہو؟ اس پر بھی بس نہیں بلکہ ام جمیل کی برأت کے لئے فراہی صاحب مزید لکھتے ہیں: اس طرح بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ام جمیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی اس وجہ سے اس کو ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ کہا گیا۔ ابن جریر کا بھی مذہب ہے لیکن یہ تاویل بھی بہت بعید از قیاس ہے، راستہ میں کانٹے بچھانے والے کو حامل الحطب کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے، نیز راستہ کے کانٹوں سے ہر شخص کو اذیت پہنچے گی، یہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہی کے لئے تو خاص نہیں ہو سکتے۔ (ص:۶۳۸)

تبصرہ:

میں کہتا ہوں کہ ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے ام جمیل کی چغل خوری کی طرف اشارہ ہو، یہ بھی احتمال ہے کہ وہ آنحضرت کے خلاف دشمنی بھڑکایا کرتی تھی، یہ بھی احتمال ہے کہ یہ لکڑیاں چننا آخرت میں دوزخ میں ہو، لیکن اس میں یہ احتمال بھی تو ہے کہ ام جمیل دنیا میں واقعتاً کانٹے دار لکڑیاں جمع کر کر آنحضرت کے راستے میں ڈالتی تھی۔ جب اس کا احتمال بلکہ قوی احتمال ہے تو فراہی صاحب عام مفسرین اور خاص کر ابن جریر پر غصہ کیوں اتار رہے ہیں؟ کیا ام جمیل اتنی بابرکت تھی کہ اس کے خلاف ایک احتمال کو بھی بیان کرنا جرم ہوا؟ معلوم نہیں کہ فراہی صاحب کو کیا ہو گیا کہ کسی ایسے مفسر کی تفسیر کو بھی برداشت نہیں کرتے ہیں جس میں ام جمیل کی بارگاہ عظمت پر کوئی حرف آتا ہو۔

تفسیر عثمانی میں علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب نے ام جمیل اور ابولہب کے بارے میں مفسرین کے سارے اقوال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ام جمیل سے متعلق مختصر سا کلام پیش کرنا چاہتا ہوں، فرماتے ہیں: ابولہب کی عورت ام جمیل باوجود مالدار ہونے کے بخل اور خست کی بناء پر خود جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈال دیتی تاکہ حضور کو اور آنے جانے والوں کو تکلیف پہنچے۔ (تفسیر عثمانی ۸۰۶)

علامہ عثمانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ عجیب بات یہ ہے کہ اس بدبخت (عورت) کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی لکڑیوں کے گٹھے کی رسی گلے میں آ پڑی جس سے گلا گھٹ کر دم نکل گیا۔ (تفسیر عثمانی ص:۸۰۷)

قارئین کو سمجھ لینا چاہئے کہ ایک طرف مفسرین ہیں، تابعین ہیں، ان کی روایات ہیں جو انہوں نے صحابہ سے لی ہیں۔ اور دوسری طرف فراہی صاحب ہیں کہ سب کو ٹھکرا کر نیا ڈھب اختیار کر رہے ہیں اور ام جمیل کے دامن کو ہر عیب سے پاک بتا رہے ہیں۔ اور اندھا دھند اس پر دوڑ رہے ہیں یقیناً ہم جمہور مفسرین کے ساتھ ہیں اور فراہی صاحب کے تفردات اور شواذ کو بالکل قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ تفردات وشواذ امین احسن اصلاحی اور جاوید احمد غامدی کو مبارک ہوں جو حمید الدین فراہی صاحب کے قدم بقدم چلتے ہیں اور ان کو اپنا امام معصوم کہتے ہیں۔ سورت لہب میں فراہی صاحب نے ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾ میں بھی عام مفسرین کے راستے کو چھوڑ کر ایک الگ راستہ اختیار کیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ سب احوال قیامت کے ہیں، دنیا کے ساتھ اس کا تعلق نہیں۔

(جاری ہے)

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۱۰)

حافظ عبید اللہ

آپ نے دیکھا کہ یہاں صاف طور پر اُس کا ذکر ہو رہا ہے جس سے ''کوئی سنگین جرم'' سرزد ہوا ہو جس کی پاداش میں اسے موت کی سزا دے کر مار ڈالا جائے، اس ''مجرم'' کی لاش کو قتل کرنے کے بعد (صلیب پر نہیں) بلکہ ''درخت'' پر لٹکانے کا ذکر ہے (یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُسے زندہ درخت پر لٹکایا جائے پھر اُس کے جسم میں کیل لگائی جائیں اور اُسے درخت پر قتل کیا جائے)، معلوم ہوا کہ اگر کسی ''بے گناہ'' کو قتل کر کے اس کی لاش درخت پر لٹکائی گئی تو وہ ہرگز ''لعنتی موت'' نہیں ہوگی۔

اب ہم مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے پوچھتے ہیں، کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعی مجرم تھے؟ کیا اُنہوں نے واقعی کوئی ایسا گناہ کیا تھا جس کی سزا تورات کے مطابق موت تھی؟ کیا مرزا قادیانی کے نزدیک آپ کو پہلے قتل کیا گیا اور پھر آپ کی لاش کسی درخت کے ساتھ لٹکائی گئی؟ (واضح رہے کہ یہودیوں کے لکھے ہوئے عہد نامہ قدیم کی کتاب ''استثناء'' کی ان آیات میں درخت پر لٹکائے جانے والے کے ملعون ہونے کا کوئی ذکر نہیں، یہ صرف عیسائی بائبل میں ہے)۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن کریم نے یہودیوں کا یہ دعویٰ ذکر کیا ہے کہ: ''انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ'' کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو قتل کر دیا، اس کے ساتھ ''صلبنا'' (یعنی ہم نے صلیب پر لٹکا دیا) ذکر نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہود نفسِ قتل پر فخر کرتے تھے اور ان کی نظر میں صلیب پر لٹکانے کی کوئی اہمیت نہیں تھی، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے اس دعوے کو یوں ذکر فرماتے کہ: ''ہم نے مریم کے بیٹے کو صلیب پر لٹکا کر لعنتی موت دیدی'' اور پھر اس کی تردید یوں ہوتی کہ: ''اللہ نے انہیں لعنتی موت سے بچایا اور صلیب سے زندہ اتار لیا''، پس جب وہ صلیب پر لٹکانے پر فخر ہی نہیں کرتے تو اسے ان کے نزدیک موجب طعن و لعنت سمجھنا صرف مرزائی تصور ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس دعوے کی تردید صرف ''ماقتلوہ'' سے فرمادی کہ انہوں نے ہرگز قتل نہیں کیا، آگے ''ماصلبوہ'' لاکر قرآن کریم یہی بتانا چاہتا ہے کہ قتل تو دُور کی بات وہ تو آپ کو صلیب پر ڈال ہی نہ سکے، اگر کوئی کہے کہ یہودیوں کے نزدیک مطلق ''قتل کرنا'' بھی لعنتی موت تھی تو پھر قرآن کریم میں یہ بھی بیان ہے کہ ''وقتلهم الانبياء بغير حق'' کہ انہوں نے کئی انبیاء کو ناحق قتل کیا، خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان کی شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا۔'' (ازالہ اوہام، رخ3، صفحہ 110)

ایک جگہ لکھا:

''ولا يتفكرون ولا ينظرون الى ان يحيىٰ قد قُتل ولحق بالموتىٰ'' وہ نہیں سوچتے اور نہیں دیکھتے کہ یحییٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا گیا اور وہ مُردوں کے ساتھ مل گئے۔''

(حمامۃ البشریٰ، رخ7، صفحہ 215)

تو کیا اُن تمام انبیاء کو (خاص طور پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو) جنہیں قتل کیا گیا (نعوذ باللہ) لعنتی موت ملی؟ كبرت كلمة تخرج من أفواههم ان يقولون الا كذباً.

الغرض! مرزا قادیانی کے نزدیک یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنا، مجمع کے سامنے دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈالنا، آپ کے اعضاء میں کیل لگانا، آپ کے جسم اطہر کی بے حرمتی کرنا یہ سب تو آپؑ کی بے توقیری اور توہین نہیں، ہاں اگر آپ کی موت صلیب پر ہو جاتی تو یہ آپ کے لئے لعنتی موت ہوتی، اور اگر کوئی کہے کہ یہودی آپؑ کے جسم اطہر تک پہنچ ہی نہ سکے، آپ کے جسم میں کیل تو کیا ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے تو مرزا قادیانی اور اس کی (ظلی بروزی) امت غصہ میں آجائے۔ اس عقل پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے۔

اس پر اجماع ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب پر موت ہوگئی (مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا یہود و نصاریٰ کا تواتر قومی بطور دلیل پیش کرتا ہے (جب کہ اس میں خود عیسائیوں میں اختلاف ہے) لیکن دوسری طرف لکھتا ہے:

''یہود و نصاریٰ کا بالاتفاق اُن کی موت

پر اجماع ہے اور تاریخی ثبوت بتواتر اُن کے مرنے پر شاہد ہے اور کتابوں میں بھی بطور پیشگوئی اُن کے مرنے کی خبر دی گئی تھی۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول،رخ3،صفحہ225)

واضح ہو کہ یہاں مرزا صلیب پر مرنے پر اجماع کا ذکر کر رہا ہے،تو کیا مرزا قادیانی کا کوئی اُمتی بتا سکتا ہے کہ مرزا نے یہود ونصاریٰ کے اس اتفاق اور اجماع کو کیوں قبول نہ کیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور نزول من السماء پر اجماع امت کا ثبوت

کیا قرآن میں آپ کے جسم سمیت رفع الی السماء کا ذکر ہے؟اور کیا کسی صحیح مرفوع متصل حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے آسمان سے نازل ہونا ہے؟ کیا رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام امت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے؟ یہ ہیں وہ سوال جو اکثر منکرین رفع ونزول اور خاص طور پر مرزا قادیانی کے پیروکار پیش کرتے ہیں، بلکہ وہ تو اپنے گُرو کی کتابوں سے اس کا یہ چیلنج بار بار پیش کرتے ہیں کہ:

”ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الأنبیاء ولا فی کلم الأولین“ اور تم آنحضرت ﷺ کی احادیث میں آسمان کا لفظ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا لفظ۔ناقل) ہرگز نہیں پاؤ گے اور نہ ہی یہ لفظ پہلے لوگوں (یعنی مرزا سے پہلے گزرے اکابرین امت۔ ناقل) کی باتوں میں ملے گا۔(مکتوب احمد،رخ11،صفحہ148)

”کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا۔“

(حقیقۃ الوحی،رخ22،صفحہ47حاشیہ)

تو آئیے! ہم بغیر کسی طویل علمی بحث کے مختصر طور قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور روح کے ساتھ آسمان کی طرف رفع ثابت کرتے ہیں، نیز ہم صحیح مرفوع متصل احادیث سے آپ کے آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ بھی دکھائیں گے، لیکن سب سے پہلے رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اجماع امت کے چند حوالے:۔

امام ابو محمد عبدالحق بن عطیہ اندلسیؒ (وفات 541ھ)اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”وأجمعت الأمة علی ما تضمنه الحديث المتواتر من أن عيسیٰ عليه السلام في السماء حي وأنه ينزل في آخر الزمان“ اور امت کا اس بات پر اجماع ہے جو احادیث متواترہ میں وارد ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔“

(المحرر الوجیز فی تفسیر کتاب العزیز،جلد2،صفحہ237،طبع وزارۃ الاوقاف قطر)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات 852ھ)رقمطراز ہیں:

”وأما رفع عيسیٰ فاتفق أصحاب الأخبار والتفسير علی أنه رُفع ببدنه حياً، وإنما اختلفوا هل مات قبل أن يُرفع أو نام فرُفع“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بارے میں محدثین ومفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کو جسم سمیت زندہ اٹھالیا گیا، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ کیا رفع سے پہلے (کچھ دیر کے لئے۔ناقل) آپ کو موت دی گئی تھی یا آپ کو نیند کی حالت میں اٹھایا گیا (لیکن جسم سمیت زندہ اٹھائے جانے پر بہرحال اتفاق ہے)۔

(تلخیص الحبیر،جلد3،صفحہ431،طبع مؤسسہ قرطبہ)

علم کلام کے مشہور امام ابو الحسن الاشعریؒ (وفات 324ھ) لکھتے ہیں:

”وأجمعت الأمة علی أن الله عزوجل رفع عيسیٰ الی السماء“ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔(الابانة فی اصول الدیانة، صفحہ35،طبع دار ابن زیدون۔بیروت)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (وفات 728ھ) نے بھی امام ابو الحسن الاشعریؒ کی یہ بات نقل کی ہے، لکھتے ہیں:

”وأجمعت الأمة علی أن الله عزوجل رفع عيسیٰ اليه الی السماء“ امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

(بیان تلبیس الجهمیة،جلد4،صفحہ457،طبع سعودیہ)

واضح رہے کہ یہ وہی امام تیمیہؒ ہیں جن کے بارے میں مرزا قادیانی نے جھوٹ لکھا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل ہیں، مرزا کا یہ جھوٹ اور اس کی حقیقت آگے بیان ہوگی۔

مشہور مفسر علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادیؒ (وفات 1270ھ) آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ولا يقدح في ذلك ما أجمعت الأمة عليه واشتهرت فيه الأخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوي ونطق به الكتاب علی قول ووجب الايمان به وأكفر منكره كالفلاسفة من نزول عيسیٰ عليه السلام آخر الزمان لأنه كان نبياً قبل تحلي نبينا صلی الله عليه وسلم بالنبوة في هذه النشأة.....“(آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے پر) اس بات سے اعتراض نہیں وارد ہوسکتا جس پر امت کا اجماع ہے اور جس کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں جو متواتر معنوی کے درجہ کو پہنچی ہیں اور ایک قول کے مطابق اللہ کی کتاب نے بھی یہ بیان

کیا ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے منکر کو کافر کہا گیا ہے جیسا کہ فلاسفہ، (وہ عقیدہ یہ ہے کہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری زمانہ میں نازل ہونا ہے (ان کے نازل ہونے سے اعتراض اس لئے نہیں ہوسکتا کہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔" (تفسیر روح المعانی، جلد22، صفحہ34، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ محمد بن احمد السفارینیؒ (وفات1188ھ)

اپنی مشہور کتاب عقیدہ سفارینیہ میں لکھتے ہیں:

"ومنها ای من علامات الساعة العظمیٰ العلامة الثالثة أن ینزل من السماء السید المسیح عیسیٰ بن مریم علیه السلام ونزوله ثابت بالکتاب والسنة واجماع الامة" قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے تیسری نشانی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور آپ کا نزول کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

اور پھر اجماع امت کا بیان کرتے ہوئے لکھا:

"وأما الاجماع فقد اجمعت الامة علی نزوله ولم یخالف فیه أحد من أهل الشریعة، وانما انکر ذلک الفلاسفة والملاحدة ممن لا یُعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة علی أنه ینزل" جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو امت کا آپ کے نزول پر اجماع ہے اور اہل شریعت میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا سوائے فلسفیوں اور ملحدین کے جن کے اختلاف کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ آپ نازل ہوں گے۔ (لوامع الانوار البهیة المعروف بہ عقیدہ سفارینیہ، جلد2، صفحہ94، طبع دمشق)

مرزا قادیانی کا اقرار

یہ تو تھے چند حوالہ جات امت اسلامیہ کے چند معروف اور قابل قدر اکابرین کے جن میں تیسری صدی ہجری کے اہل سنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ بھی ہیں، اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے بھی ہیں جو مرزائی جماعت کے نزدیک بھی اپنے زمانے کے مجدد تھے، اب آیئے مرزا قادیانی کا اقرار بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں وہ صاف طور پر تسلیم کرتا ہے کہ اس سے پہلے تیرہ صدیوں میں امت کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، چنانچہ اس نے کہا:

"ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے، ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو (1300) برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفون اور حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر پر بٹھایا، یہ نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر؟ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو، ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔" (ملفوظات، جلد5، صفحہ579)

ہمارا مقصد اس حوالے سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا قادیانی نے صاف اقرار کیا کہ اس سے پہلے 1300 سالوں سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آرہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، لیکن یہاں اس بات کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے حسب عادت یہاں بھی انتہائی بے شرمی کے ساتھ جھوٹ بولا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے ایک لاکھ مسلمان مرتد ہو گئے، شاید اس کا اشارہ ان لوگوں کی طرف ہو جو مرزائی ہو کر اور مرزا کو مسیح مان کر مرتد ہو گئے ورنہ امت اسلامیہ کی تاریخ گواہ ہے اور جیسا کہ مرزا نے بھی کہا کہ اس سے تیرہ سو سال پہلے سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے لیکن ان تیرہ صدیوں میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی کہ صرف یہ عقیدہ رکھنے کی وجہ سے لوگ مرتد ہو گئے ہوں، مرزا قادیانی کی اپنی ایک خود ساختہ منطق ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں خدا مان لیا گیا، جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مرزا قادیانی نے صراحت کے ساتھ ایک جگہ لکھا:

"سو واضح ہو کہ اس امر سے دُنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رُو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے۔" (شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ298)

پھر اسی کتاب میں تھوڑا آگے جا کر مرزا قادیانی نے یہ الفاظ لکھے: "واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو و بس بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے، گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔" (شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ304)

مرزا قادیانی صاف لفظوں میں اقرار کر رہا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول کے بارے میں احادیث میں جو خبر دی گئی ہے وہ ابتداء سے مسلمانوں کے اندر عقیدہ کے طور پر چلی آرہی ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے، اگرچہ مرزا نے یہاں بھی "مسیح موعود" کا لفظ لکھ کر ڈنڈی ماری ہے کیونکہ احادیث میں کسی "مسیح موعود" کا ذکر نہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نام مذکور ہے اور انہی کے نزول کا عقیدہ ابتداء سے مسلمانوں میں چلا آرہا ہے۔

(جاری ہے)

تبلیغی و دعوتی اسفار

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

لودھراں میں ختم نبوت کورس: مولانا محمد موسیٰؒ، مولانا محمد عیسیٰؒ، مولانا محمد یوسف رحمانیؒ تین بھائی بھٹہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا محمد یوسف رحمانی اہل بدعات کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ شرک و بدعت کے خلاف دن رات مصروف عمل رہتے۔ ان کی للکار سے بڑے بڑے لوگوں کے پتے پانی ہوجاتے، یہ سب سے چھوٹے تھے۔ مولانا محمد عیسیٰؒ غالباً سب سے بڑے تھے، بہت اچھے پینٹر تھے، کوئی نہ کوئی اشتہار ان کی طرف سے لودھراں کی دیواروں پر چسپاں نظر آتا۔ مولانا محمد عیسیٰ کی ایک قادیانی سے گفتگو ہوئی اور کہا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیح ابن مریم کا ہے جبکہ مرزا کا نام اور اس کی والدہ کا نام تک نہیں ملتا۔ مجھے مسیح مان لو کیونکہ میرا نام عیسیٰ ہے اور میری والدہ کا نام مریم تو میں عیسیٰ بن مریم ہوں نہ کہ مرزا قادیانی۔ مولانا محمد موسیٰؒ نے اپنا نصب العین عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کی تردید بنایا ہوا تھا۔ گویا عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ غربت، افلاس اور تنگ دستی کے باوجود ہروقت سرگرم عمل رہتے۔ ایک ٹوٹی پھوٹی سائیکل پر لودھراں اور اس کے مضافات میں قادیانیوں کے ناک میں دم کئے رکھا۔ ایک عجیب دور تھا کہ ختم نبوت کے محاذ پر مولانا محمد موسیٰ، حاجی محمد علی اخبار فروش اور صوفی نور محمد مجاہد کی مثلیث اور خواجہ عبدالحمید بٹ آف قادیان نے مرزائیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ سب حضرات اللہ پاک کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ صوفی محمد علیؒ کے فرزند گرامی کراچی سیٹ ہوگئے۔ صوفی نور محمد مجاہد لاولد تھے، غالباً شادی ہی نہیں کی تھی۔ مولانا موسیٰ کے دو بیٹے ہیں۔ مولانا مجتبیٰ جو تھانے والی مسجد لودھراں کے امام و خطیب ہیں، غالباً جماعت اسلامی کے ساتھ وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد مرتضیٰ اپنے والد محترم کی امانت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ جامعہ سراج العلوم کے مہتمم مولانا محمد میاں مدظلہ مجلس کے ضلعی امیر ہیں اور مولانا محمد مرتضیٰ مقامی امیر ہیں۔ بندہ سے مسلسل رابطہ میں رہتے ہیں اور راقم بھی آتے جاتے ان سے ملاقات کی کوئی نہ کوئی سبیل نکال ہی لیتا ہے۔ موصوف نے مولانا محمد میاں مدظلہ کی سرپرستی میں ریلوے اسٹیشن والی مسجد میں تین روزہ ختم نبوت کورس رکھا۔ ۲۶رنومبر جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث میرے استاذ محترم مولانا منیر احمد دامت برکاتہم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر لیکچر دیا، جبکہ مجلس بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء امت کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

۲۷رنومبر کو راولپنڈی سے طویل ترین سفر کر کے راقم لودھراں پہنچا اور راقم نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان متنازعہ امور اور قادیانیوں کے امت مسلمہ کے خلاف عقائد و عزائم پر روشنی ڈالی۔ راقم سے قبل آرمی سے ریٹائر خطیب مولانا خلیل احمد نے قادیانیوں کے کفر وارتداد اور زندیقیت کو بیان کیا۔

۲۸رنومبر بندہ نے ’’حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ پر محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا ایک عالمانہ لیکچر جو آپ نے چناب نگر کورس میں ارشاد فرمایا تھا جو خطبات لدھیانوی میں مطبوعہ شکل میں موجود ہے کا خلاصہ بیان کیا اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے تار و پود بکھیرے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان ہوئیں کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ کورس میں ساٹھ مرد اور اتنی ہی تعداد میں خواتین شریک ہوئیں۔ ۱۲رربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق یکم دسمبر ۲۰۱۷ء کو شرکاء کورس کو حضرت مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی امیر جمعیت علماء اسلام لودھراں، مولانا محمد حنیف اور راقم کے ہاتھوں سے سندات دی گئیں۔ مولانا محمد موسیٰؒ کی وفات کے کافی عرصہ بعد یہ کورس منعقد ہوا۔ اللہ پاک اس کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول و منظور فرمائیں اور شرکاء کورس کی مغفرت کا باعث بنائیں۔ آمین۔

مجلس بہاول پور کا اجلاس: ۲۸رنومبر ۲۰۱۷ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے عمائدین کا اجلاس دفتر بہاول پور میں مولانا مفتی عطاء الرحمن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کے صوبائی جنرل سیکریٹری مولانا سیّد مظہر شاہ اسعدی، مرکزی انجمن تاجراں کے صدر حافظ محمد یونس، مولانا محمد صہیب مصطفیٰ، مولانا حبیب الرحمن، محمد اکرام انصاری، محمد سعید انصاری، قاری محمد شاکر، مولانا عبدالرزاق سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ اجلاس میں حلفیہ بیان بحال کرنے ے بی، ے سی کو پہلے سے بہتر شکل میں لانے پر قومی اسمبلی کے تمام اراکین کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا گیا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ قومی اسمبلی اپنا فیصلہ جلدی جاری کرتی تو ملک میں افراتفری، عوام و خواص میں اشتعال انگیزی، جلسے، جلوس، ریلیاں اور دھرنے نہ ہوتے۔ بہرحال قومی اسمبلی کا فیصلہ ’’دیر آید، درست آید‘‘ کا مصداق ہے۔

وفاقی وزیر قانون جناب زاہد حامد کے استعفیٰ کو بھی خیر مقدم کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ انتخابی اصلاحات کی آڑ میں ترمیم کرنے والی کمیٹی کو برطرف کیا جائے اور مسلم لیگی راہنما جناب راجہ ظفر الحق کی سفارشات کو شائع کیا جائے اور کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اتنا بڑا جرم کرنے والے تمام ممبران کی رکنیت ختم کی جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجلاس صبح کی نماز کے بعد ہوا۔ مقامی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے تمام حاضرین اجلاس کو پُرتکلف ناشتہ کرایا۔

احسان پور لیہ میں سیرت کانفرنس: جامعہ ربانیہ چوک سرور شہید میں جامعہ کے بانی مولانا قاری خدا بخش ربانی کے حکم پر مدرسہ میں ۳۰ رنومبر ۱۱ بجے قبل از دوپہر حاضری ہوئی۔ جہاں علاقہ کے علماء کرام، حفاظ وقرأ سے ملاقات کی۔ حالیہ تحریک ختم نبوت کے مطالبات اور ان کے تسلیم کئے جانے پر روشنی ڈالی۔ علماء کرام نے عہد کیا کہ ان شاء اللہ العزیز ناموس رسالت کی حفاظت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید کے مہتمم مولانا سعید اللہ، جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل اور راقم کے استاذ بھائی ہیں۔ ان کے حکم پر مدرسہ میں حاضری ہوئی۔ جامعہ شرف الاسلام کے بانی مولانا عبدالمجید فاروقی بھی ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے ہیں۔ اصلاحی تعلق حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ سے ہے بلکہ مولانا ہزاروی کے مجازین میں سے ہیں۔ مجلس کے قدردانوں میں سے ہیں۔ مولانا کے فرزند ارجمند مولانا زبیر احمد علاقہ میں متحرک کردار ہیں۔ امسال ربیع الاول کی مناسبت سے علاقہ میں ساٹھ سے زائد تبلیغی پروگرام رکھے ہیں۔ ان میں ایسے علاقے بھی ہیں جن میں قادیانیت کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ راقم نے بھی شرکت کا وعدہ کیا۔

احسان پور میں مولانا مفتی محمد شہزاد زید مجدہ بنات کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔ جہاں عالیہ تک کلاسیں ہیں۔ انہوں نے اپنے مدرسہ کے زیر اہتمام احسان پور میں جلسہ رکھا، جس میں جمعیت علماء اسلام خیبر پختونخواہ کے راہنما مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہروی، راقم اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا جبکہ علاقہ کے معروف ثناخواں اللہ نواز سرگانی برادران نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جلسہ کا اہم ترین موضوع عقیدۂ ختم نبوت تھا۔ علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت پر خطاب کیا۔

سناواں میں ڈاکٹر عبدالشکور سے ملاقات کی اور ملتان واپسی ہوئی۔ کوٹ ادو مجلس کے ذمہ دار مولانا مفتی محمد ادریس نے ملتان اور مولانا محمد ساجد نے مظفر گڑھ تک راقم کے ساتھ سفر کیا۔

میانہ گوندل میں جلسہ: قاری عبدالواحد مجلس منڈی بہاؤالدین کے ضلعی امیر مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن استاذ القراء حضرت قاری محمد یاسین مدظلہ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں۔ ''انوار مدینہ'' کے نام سے ''میانہ گوندل'' میں بنین وبنات کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔ ان کے علاقہ میانہ گوندل کی مسجد لوہاراں میں ۶ ردسمبر بعد نماز عشاء جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت قاری عبدالواحد نے کی۔ مولانا محمد قاسم سیوطی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے رات کا قیام مدرسہ انوار مدینہ میں رہا۔

خبروں پر ایک نظر

ختم نبوت پروگرام، ضلع ملیر

رپورٹ: مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ

کراچی ضلع ملیر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے عموماً پورا سال ہی آگاہی مہم جاری رہتی ہے اور خصوصاً ربیع الاول کے مہینے میں بہت زیادہ اہتمام موقع کی مناسبت سے کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح ضلع ملیر کی سطح پر ایک مرکزی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا جو کہ ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو ہونا قرار پائی۔ اس کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں ۱۵؍نومبر ۲۰۱۷ء کو مرکز ختم نبوت میں علاقہ بھر کے علماء کرام کا ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ مشاورت کے بعد الحمدللہ! پورے ضلع ملیر میں چالیس پروگرام ترتیب دیئے گئے جن میں ۶؍نومبر کو عبداللہ گوٹھ مدنی مسجد گول مسجد بھینس کالونی ۱۵؍نومبر رحمۃ للعالمین مسجد شاہ لطیف، ۲۶؍نومبر ۲۰۱۷ء کو جامع مسجد توحید گلشن حدید، ۲۷؍نومبر کو اصحاب صفہ مسجد اسٹیل ٹاؤن، ۲۷؍نومبر کو جامعہ خاتم النبیین مسجد ابی بن کعب، ۲۸؍نومبر کو النور مسجد اسٹیل ٹاؤن، ۲۹؍نومبر کو عثمانیہ مسجد بھیری، ۳۰؍نومبر کو محمودہ مسجد بھینس کالونی، یکم دسمبر کو مدینہ مسجد عیدو گوٹھ، یکم دسمبر کو زکریا مسجد عبداللہ گوٹھ، ۲؍دسمبر کو مکی مدنی مسجد اللہ بخش حمایتی گوٹھ بھیری، ۳؍دسمبر کو بلال مسجد اسٹیل ٹاؤن، ۴؍دسمبر کو مدینہ مسجد وائرلیس گیٹ، ۴؍دسمبر کو خضریٰ مسجد مظفر آباد کالونی لانڈھی، ۴؍دسمبر کو عالمگیر مسجد معین آباد نمبر ۲، ۵؍دسمبر کو فاروق اعظم مسجد بھینس کالونی، ۶؍دسمبر کو جامعہ مدنیہ بھینس کالونی، ۶؍دسمبر کو فاروق اعظم مسجد یوسف گوٹھ، ۷؍دسمبر کو شاہی مسجد شیر پاؤ کالونی، ۷؍دسمبر کو طیبہ مسجد گل احمد چورنگی، ۸؍دسمبر کو آمان مسجد شاہ لطیف ٹاؤن، ۹؍دسمبر کو عثمان بن عفان مسجد شیر پاؤ، ۹؍دسمبر کو مدینہ مسجد فردوس چالی، ۹؍دسمبر کو عثمان مسجد جامعہ کنز العلوم توحید آباد کالونی، ۱۰؍دسمبر کو رومان سٹی مسجد ام رومان، ۱۱؍دسمبر کو مکہ مسجد گلشن حدید فیز ۲، ۱۲؍دسمبر کو ابراہیم مسجد بھینس کالونی نمبر ۵، ۱۳؍دسمبر عقبیٰ مسجد مانسہرہ کالونی، ۱۳؍دسمبر طیبہ مسجد جمال گوٹھ مانسہرہ کالونی، ۱۴؍دسمبر واحد غنی مسجد شاہ ٹاؤن، ۱۴؍دسمبر کو اقصیٰ مسجد نئی آبادی، ۱۶؍دسمبر کو نورانی مسجد فیچر کالونی، ۱۶؍دسمبر کو دیدار مسجد معین آباد، ۱۶؍دسمبر کو مصطفیٰ مسجد ریڑھی روڈ میں مبلغین ختم نبوت اور مقامی علماء کرام نے بیانات کئے۔

۱۷؍دسمبر بروز اتوار بعد نماز عشاء چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد اقصیٰ مرکز ختم نبوت ضلع ملیر میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک قاری محمد سلیم اور قاری حبیب الرحمٰن استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی نے پیش کی۔ نعت حافظ محمد شاہ رخ اور ملک کے معروف نعت خوان مولانا شاہد عمران عارفی نے پیش کی۔ مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حکمرانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کی اور قانون ناموس رسالت کو بدلنے کی کوشش کی اور آج وہ اللہ کی پکڑ میں ہیں ان شاء اللہ! غلامان مصطفیٰ نے قانون ناموس رسالت میں ترمیم نہ کبھی برداشت کی ہے اور نہ آئندہ برداشت کریں گے اور ان شاء اللہ! انہیں ہم شکست سے دوچار کرتے رہیں گے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ہم اپنے اکابرین کی دی ہوئی امانت کی پہلے سے زیادہ حفاظت کریں گے اور انہیں کے نقش قدم پر چل کر دشمنانِ مصطفیٰ کی سازشوں کو ناکام بنائیں گے۔ آخری خطاب واعظ خوش الحان حضرت مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ فیصل آباد نے کیا سیرت مصطفیٰ اور اکابرین کے کردار پر روشنی ڈالی اور عوام الناس میں محبت مصطفیٰ کو اجاگر کیا۔ اس پروگرام کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض علاقہ لانڈھی وملیر کے معروف خطیب مولانا احسن راجہ مدظلہ نے سنبھالے اور عشاء کے بعد شروع ہونے والی یہ کانفرنس رات بارہ بجے مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ کی نعت اور دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ پاک اس پروگرام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن حضرات نے اس پروگرام کی کامیابی میں تعاون کیا، اللہ پاک ان کے تعاون کو قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

گمتالہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیرت کانفرنس

ٹوبہ ٹیک سنگھ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی مدظلہ کے حکم پر ۴؍دسمبر کو چک نمبر ۳۱۹ گمتالہ گوجرہ روڈ میں منعقدہ جلسہ سیرت وختم نبوت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ جلسہ کی صدارت خطیب چک ہذا مولانا مختار احمد نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد ضلعی مبلغ مولانا منیب احمد نے سیرت ومیلاد النبی کے عنوان پر فاضلانہ خطاب کیا۔ بعد ازاں راقم نے بھی اسی موضوع پر گفتگو کی۔ آخر میں تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے سلسلہ میں راقم نے تازہ ترین صورت حال پر روشنی ڈالی۔ رات کا قیام وآرام مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی مسجد بلال غلہ منڈی میں رہا۔ جہاں آپ کے فرزندان مولانا اسعد اللہ لدھیانوی، حافظ عبیداللہ اور چوہدری ثناء اللہ ڈیول ایڈووکیٹ سے ملاقات ہوئی اور صبح کی نماز کے بعد راقم نے جامع مسجد بلال میں درس قرآن دیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سیرت خاتم الانبیاء پروگرامز!

رپورٹ: حافظ کلیم اللہ نعمان

۱۲؍دسمبر بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد دکھنی کراچی میں ختم نبوت پروگرام کا آغاز تلاوت اور حافظ حبیب اللہ ارمانی کی نعت سے ہوا۔خطیب شیریں بیان حضرت مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ (فیصل آباد) نے عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان افروز بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نبی وہ ہیں جن کی خاطر اس کائنات کو بنایا گیا، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میں اس وقت سے نبی ہوں جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے گارے سے بنائے جا رہے تھے۔ختم نبوت کا تاج میرے سر پر سجایا گیا۔'' نبی ہمیشہ ہر عیب سے پاک ہوتا ہے۔ مرزا نے دعویٰ کیا کہ میری موت مدینہ میں آئے گی جبکہ مردار ہوا ہیضہ سے لاہور میں۔ آج ہم سب عہد کریں کہ ہم اپنے پیارے آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لئے کام کرتے رہیں گے۔

۱۴؍دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد مدینہ برنس روڈ گلی نمبر ۴ میں پروگرام کا آغاز تلاوت اور محمد زید بن مولانا ظفر کی نعت سے ہوا۔ حضرت مولانا سید شفیق الحسن الحسینی نائب امام و خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں قادیانیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ مرزا کی پیروی چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کریں۔ سامعین سے عہد لیا کہ اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے ساتھ وابستہ رکھیں گے اور دفتر ختم نبوت (نمائش) کے ساتھ رابطہ میں رہیں گے اور ختم نبوت کے پروگرامز میں بچوں سمیت شرکت کریں کہ ہماری نسلوں کے ایمان کی حفاظت رہے اور دین حق پر ثابت قدمی نصیب ہو الحمد للہ! ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اللہ پاک نے ایسے اکابرین نصیب فرمائے ہیں کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے امارت شروع ہوتی ہے تو آج کے امیر مرکزیہ مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ ہیں یہ وہ تاریخ ہے جو کسی پر ڈھکی چھپی نہیں۔ اللہ پاک ہمیں ان اکابرین کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر قائم ودائم فرمائے۔ آمین۔

۱۶؍دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد نور الاسلام میں پروگرام رکھا گیا۔مولانا عبدالرؤف رحمتی نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نئی نسل کے عقیدۂ ختم نبوت پر پختگی اور ثابت قدمی کی غرض سے شب و روز کوشاں ہے۔ ان شاء اللہ! عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے امت مسلمہ تیار ہے۔

۱۷؍دسمبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جہانگیری مسجد چیل پاڑہ میں استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن مفتی شکور احمد مدظلہ نے بیان کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق بنالو، عہد کرو کہ تمام سنتوں پر عمل کریں گے، تمام قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے۔ بیان کے آخر میں مجمع سے ہاتھ اٹھوا کر عہد لیا کہ سب عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ہر وقت کام کریں گے۔ پروگرام کے آخر میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

۲۴؍دسمبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبر بابو لائن سٹی ریلوے کالونی میں سیرت خاتم الانبیاء کے عنوان سے ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور حافظ حبیب اللہ ارمانی کی نعت سے ہوا۔حضرت مولانا مفتی شکور احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت ایک فتنہ کا نام ہے، نہ یہ مذہب ہے، نہ ہی کوئی جماعت۔ اس فتنہ کا تعاقب کرتے ہوئے اپنی نسل نو، اور خاندانوں کے ایمان کی حفاظت کریں اور یاد رکھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار نہ ہوسکا وہ اس کائنات میں کسی کا غمخوار نہیں ہوسکتا۔ یہ ان کی چال ہے کہ رفاہی کام کر کے جھوٹے اخلاق دکھا کر مسلمانوں کو متاثر کرتے ہیں، لہٰذا خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا مفتی اسرار نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم صحیح انداز میں اس مرزا قادیانی کی ذاتی زندگی پر نظر کریں تو صاف سمجھ آتا ہے کہ یہ تو انسان کی عار تھا، شریف آدمی ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ پیر طریقت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی نے کہا کہ اپنے آپ کو اتنا وقت کے لئے ضرور فارغ رکھیں کہ اس عقیدہ سے متعلق معلومات کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات کو پڑھ سکیں اور ان کی مجالس میں اہتمام سے شرکت ہوسکے۔ یہ تصانیف ہمارے لئے بہت فائدہ مند ہیں اللہ پاک ہمارے ان تمام اکابرین کی محنت کو خوب قبولیت سے نوازے اور ان کی صحت میں، عمر میں برکات عطا کرتے ہوئے شریروں کے شر سے حفاظت فرمائے۔ اس کے بعد حضرت نے اختتامی دعا کرائی۔ پروگرام کے آخر میں شیزان سے متعلق بائیکاٹ کا فتویٰ تقسیم ہوا اور تمام سامعین سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عہد لیا گیا۔ پروگرام کی نگرانی و نقابت قاری محمد عبدالرحمن امام جامع مسجد ہذا نے کی۔ اللہ پاک پروگرام کو قبولیت سے نوازتے ہوئے تمام خدام ختم نبوت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی
021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی
021-32780337, 021-34234476